رجب المرجب 1444ھ | فروری 2023ء

ماہنامہ خواتین

جلد:02 شمارہ:02

ویب ایڈیشن

نظر اتارنے کے دو روحانی علاج

1 بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ سات بار، ایک مرتبہ آیۃُ الکرسی، تین مرتبہ سُوۡرَۃُ الۡفَلَق، تین مرتبہ سُوۡرَۃُ النَّاس (فلق اور ناس کے قبل ہر بار پوری بِسمِ اللہ پڑھنی ہے) اوّل آخر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھ کر تین عدد سُرخ مِرچوں پر دَم کیجئے۔ پھر اِن مرچوں کو مریض کے سَر کے گرد 21 بار گھما کر چولہے میں ڈال دیجئے۔ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ الکریم نظر کا اثر دُور ہو جائے گا۔

2 تین مرتبہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ پڑھ کر سات مرتبہ یہ دعا: اَللّٰھُمَّ اَذۡھِبۡ حَرَّھَا وَبَرۡدَھَا وَوَصَبَھَا پڑھ کر جس کو نظر ہو اس پر دَم کیجئے، اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ الکریم نظر اُتر جائے گی۔ (بیمار عابد، ص44)

بچے کی ذہنی کمزوری کا روحانی علاج

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ 786 بار (اوّل آخر تین بار درود شریف) پڑھ (یا پڑھوا) کر ایک بوتل پانی پر دَم کر کے رکھ لیجئے اور وہ پانی روزانہ صبح نہار منہ اور سوتے وقت بچے کو پلاتے رہئے، ضرورتاً دوسرا پانی ملاتے رہئے۔ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ الکریم ذِہن روشن ہو جائے گا۔ (مدّت: تا حصولِ مراد)

(بیمار عابد، ص43)

قوّتِ حافِظہ کے لئے

رات کو سوتے وقت "یَا ذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ" تین مرتبہ پڑھ کر 3 باداموں پر دَم کیجئے، ایک بادام اُسی وقت، ایک صُبح نَہار مُنہ اور ایک دوپہر کے وَقت کھایئے۔ والدین بھی یہ عمل کر کے بچّوں کو کھلا سکتے ہیں۔ (مُدّت 21 دن)

(بیمار عابد، ص41)

CONTENTS

شرعی تفتیش: مولانا مفتی محمد انس رضا عطاری مدنی
دار الافتاء اہلِ سنت (دعوتِ اسلامی)

تاثرات (Feedback) کے لئے اپنے تاثرات، مشورے اور تجاویز
نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور (صرف تحریری طور پر) واٹس ایپ نمبر
پر بھیجئے: mahnamahkhawateen@dawateislami.net

پیش کش: شعبہ ماہنامہ خواتین المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر) دعوتِ اسلامی

WhatsApp 0348-6422931

سلسلہ
حمد و نعت

مناجات

تیری عطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کُشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بُھول جاؤں نَزْع کی تکلیف کو
شادیِ دیدارِ حسنِ مصطفٰے کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جُود و عطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی گرمیِ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی نامۂ اعمال جب کُھلنے لگیں
عیب پُوشِ خلق سَتّارِ خطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی رنگ لائیں جب مِری بے باکیاں
اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رؔضا خوابِ گِراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفٰے کا ساتھ ہو

از امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ

حدائقِ بخشش، ص132

نعت

بارات کی رات

آج کی رات ضِیاؤں کی ہے بارات کی رات
فضلِ نوشاہِ دو عالَم کے بیانات کی رات

شبِ مِعراج وہ اَوْحٰی کے اشارات کی رات
کون سمجھائے وہ کیسی تھی مُناجات کی رات

چھائی رہتی ہیں خیالوں میں تمہاری زُلفیں
کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات

رُخِ تابانِ نبی زُلفِ مُعَنْبَر پہ فِدا
روز تابندہ یہ مستی بھری برسات کی رات

دل کا ہر داغ چمکتا ہے قَمر کی صورت
کتنی روشن ہے رخِ شَہ کے خیالات کی رات

ہر شبِ ہِجْر لگی رہتی ہے اَشکوں کی جھڑی
کوئی موسِم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات

بلبلِ باغِ مدینہ کو سنا دے اخترؔ
آج کی شب ہے فرشتوں سے مُباہات کی رات

از: تاجُ الشریعہ مفتی اختر رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ

سفینۂ بخشش، ص21

63 نیک اعمال

نیک عمل نمبر 1

نیک اعمال کے رسالے کا ہر ہر سوال گویا اندھیروں میں بھٹکے ہوئے مسلمانوں کے لیے مثلِ شمع، گناہوں کی دلدل میں دھنسے ہوئے لوگوں کے لئے سہارا، بُرائیوں کے سمندر میں غرق لوگوں کے لیے مانندِ کشتی اور بے راہ روی کے طوفان میں پھنسے ہوؤں کے لیے مثلِ کنارا ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اِس کے سب سے پہلے سوال ہی کو گہرائی میں سمجھنے سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے:

سوال (1) کیا آج آپ نے کچھ نہ کچھ جائز کاموں سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کیں؟

نیت کی تعریف: نیت لغوی طور پر دل کے پختہ (پکے) اِرادے کو اور شَرعاً عبادت کے اِرادے کو کہتے ہیں۔[1] جبکہ حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اَلنِّيَّةُ اَنْ يَّقْصِدَ بِقَلْبِهٖ تَوْجِيهَ فِعْلِهٖ اِلَى اللهِ تَعَالٰى وَحْدَهٗ یعنی دل سے اپنے عمل کو صرف اللہ پاک کے لئے رکھنے کا ارادہ کرنا نیت کہلاتا ہے۔[2]

مگر کیا نیت اتنی اہم ہے کہ اس رسالے کا آغاز ہی اس سوال سے کیا گیا؟ اس کا جواب اور نیت کی اہمیت کا اندازہ صحیح بخاری کی حدیث سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔[3]

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنت بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے **ثواب بڑھانے کے نسخے** نامی رسالے کے صفحہ 3 پر نیت کے 5 رہنما اصول بیان فرمائے ہیں، جن کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے: ❶ بغیر اچھی نیت کے کسی نیک کام کا ثواب نہیں ملتا۔ ❷ جتنی اچھی نیت زیادہ اتنا ثواب بھی زیادہ۔ ❸ نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں، دل میں نیت ہوتے زبان سے بھی دہرالینا زیادہ اچھا ہے۔ ❹ عملِ خیر میں اچھی نیت یہ ہے کہ دل عمل کی طرف متوجہ ہو اور وہ عمل رضائے الٰہی کے لئے کیا جارہا ہو۔ ❺ جو اچھی نیتوں کا عادی نہیں اسے شروع میں بہ تکلف اس کی عادت بنانی پڑے گی۔

اچھی نیت کا فائدہ: بنی اسرائیل کا ایک شخص قحط کے زمانے میں ایک ٹیلے کے پاس سے گزرا تو دل میں کہا: اگر یہ سارا کھانا ہوتا اور میری ملکیت میں ہوتا تو میں اسے لوگوں میں تقسیم کر دیتا، اللہ پاک نے اُن کے نبی کی طرف وحی فرمائی کہ فلاں شخص سے فرما دیجئے! اللہ پاک نے تیرا صدقہ قبول کر لیا ہے اور تیری اچھی نیت کو شرفِ قبولیت سے نوازا ہے۔[4]

معلوم ہوا کہ اچھی نیت سے دنیاوی کام بھی عبادت بن جاتے ہیں اور ثوابِ آخرت کا باعث بنتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں بھی ہر کام سے پہلے اچھی نیت کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے، اس طرح ہمارا عمل ثواب بن جائے گا اور جو بندہ غفلت و بھول کے سبب اپنے عمل میں نیت نہ کرے تو امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب کام کچھ بڑھتا نہیں صرف نیت کر لینے میں ایک نیک کام کے دس ہو جاتے ہیں تو ایک ہی نیت کرنا

کیسی حماقت اور بلا وجہ کا اپنا نقصان ہے۔ (5)

عملِ خیر (اچھے کاموں) میں اچھی نیت کا مطلب ہے کہ دل عمل کی طرف متوجہ ہو مثلاً نماز میں نیت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اگر اس وقت کوئی پوچھے: کون سی نماز پڑھتا ہے؟ تو فوراً بلا تأمُّل (بغیر سوچے) بتا دے، اگر حالت ایسی ہے کہ سوچ کر بتائے گا تو نماز نہ ہوگی۔ (6) نیت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حدیثِ پاک میں ہے: فرشتے جب بندے کا نامہ اعمال لے کر بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوتے ہیں تو اللہ کریم اُن سے ارشاد فرماتا ہے: اس کے لیے ایسا ایسا ثواب لکھو! فرشتے عرض کرتے ہیں: اِس بندے نے تو یہ عمل نہیں کیا! اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: اِس نے اس کی نیت کی تھی۔ (7)

نیک اعمال میں نیت کی اہمیت بہت زیادہ ہے کیونکہ بغیر نیت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا، البتہ نیت کے بغیر اعمال کے وجوب کی چند صورتیں ہیں:

1- عباداتِ مقصودہ: یعنی وہ عبادات جو بالذات مقصود ہوں کسی دوسری عبادت کے لئے وسیلہ نہ ہوں اُن میں نیت ہونا ضروری ہے کہ بغیر نیت کے وہ عبادت ہی نہ پائی جائے گی جیسا کہ نماز کہ اگر کوئی شخص نماز جیسے افعال کرے مگر مطلق نماز کی نیت نہ ہو تو اسے نماز ہی نہ کہا جائے گا۔ (8)

2- عباداتِ غیر مقصودہ: یعنی وہ عبادات جو خود بالذات مقصود نہ ہوں بلکہ کسی دوسری عبادت کیلئے وسیلہ ہوں، ان میں نیت ضروری نہیں کہ بغیر نیت کے بھی وہ عبادات تو ہیں مگر ان کا ثواب نہیں، مثلاً وضو کہ اس میں نیت سنت ہے، اگر بغیر نیت کے کوئی وضو کرے تو ہو جائے گا لیکن نیت نہ ہونے کی وجہ سے ثواب نہ ملے گا۔ (9)

3- مباح کام: یعنی جس کا کرنا و نہ کرنا یکساں ہو، مثلاً کھانا، پینا، سونا وغیرہ اچھی نیت سے مستحب ہو جاتا ہے۔ امام اہلِ سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہر مباح نیتِ حسن (اچھی نیت) سے مستحب ہو جاتا ہے۔ (10) فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں: مباحات کا حکم الگ الگ نیتوں کے اعتبار سے مختلف ہو جاتا ہے۔ (11) بلاشبہ اچھی نیت کرنا اچھا عمل ہے جو محنت کے اعتبار سے چھوٹا لیکن اجر و ثواب کے لحاظ سے حد درجہ عظیم ہے، فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے: سچی نیت سب سے افضل عمل ہے۔ (12) کسی بھی نیک عمل کو کرتے وقت اچھی اچھی نیتیں کر لی جائیں تو اس پر ثواب بڑھ جاتا ہے۔ عارف باللہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ایک عمل میں جتنی نیتیں ہوں گی اِتنی نیکیوں کا ثواب ملے گا مثلاً محتاج قرابتدار کی مدد کرنے میں اگر نیت فقط لوجہ اللہ (یعنی اللہ پاک کیلئے) دینے کی ہو گی تو ایک نیت کا ثواب پائے گا اور اگر صلہ رحمی کی نیت بھی کر لے گا تو دوہرا ثواب پائے گا۔ (13)

معلوم ہوا کہ ہر جائز کام سے پہلے نیت کرنا ضروری ہے، نیت کی اہمیت کے پیشِ نظر کسی عمل سے پہلے کیا نیت کرنی چاہیے اس کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ الحمد للہ مکتبۃ المدینہ نے اس علم کے حصول کے لیے "بہارِ نیت" نامی ایک کتاب شائع کی ہے جو اپنے اندر نیت کے متعلق خزانہ لئے ہوئے ہے، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اس کا مطالعہ کریں اور اس کے علاوہ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اِحیاء العلوم اور امیرِ اہلِ سنت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے مختلف کاموں سے متعلق اچھی اچھی نیتوں پر مشتمل جو مختصر رسائل اور پمفلٹ لکھے ہیں مثلاً ثواب بڑھانے کے نسخے، ان کا بھی مطالعہ کیجئے۔

اللہ پاک ہمیں ہر نیک عمل سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کرنے، ہم سب کو علم دین حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 نزہۃ القاری، 1/224 ملتقطاً 2 شرح التلویح علی التوضیح، 1/394 3 بخاری، 1/5، حدیث: 1 4 تفسیر کبیر، 2/7 5 فتاویٰ رضویہ، 23/157 6 در مختار، 2/113 7 حلیۃ الاولیاء، 2/356، رقم: 2548 8 نجات دلانے والے اعمال کی معلومات، ص20 9 نجات دلانے والے اعمال کی معلومات، ص20 10 فتاویٰ رضویہ، 8/452 11 الاشباہ والنظائر، 1/20 12 جامع الاحادیث، 2/19، حدیث: 3554 13 اشعۃ اللمعات، 1/36

قرآن ادبِ مصطفےٰ سکھاتا ہے (قسط 4)

بنتِ طارق عطاریہ مدنیہ

ناظمہ جامعۃ المدینہ گرلز فیضانِ ام عطار شفیع کا بھٹہ سیالکوٹ

آیت نمبر 5

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُۙ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ٘ وَ اللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّؕ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْــٴَـلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّؕ وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًاؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا(۵۳) اِنْ تُبْدُوْا شَیْــٴًـا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا(۵۴) (پ22، الاحزاب:53-54)

ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اجازت نہ ہو جیسے کھانے کیلئے بلایا جائے۔ یوں نہیں کہ خود ہی اس کے پکنے کا انتظار کرتے رہو۔ ہاں جب تمہیں بلایا جائے تو داخل ہو جاؤ پھر جب کھانا کھالو تو چلے جاؤ اور یہ نہ ہو کہ باتوں سے دل بہلاتے ہوئے بیٹھے رہو۔ بیشک یہ بات نبی کو ایذا دیتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں شرماتا نہیں اور جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کیلئے یہ زیادہ پاکیزگی کی بات ہے اور تمہارے لئے ہرگز جائز نہیں کہ رسولُ اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو۔ بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔ اگر تم کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ تو بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اس آیت کے شانِ نزول سے متعلق مختلف روایات مروی ہیں۔ ان میں سے چند روایات درج ذیل ہیں:

(1) جب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور ولیمہ کی عام دعوت فرمائی تو لوگ آتے اور کھانا کھا کر چلے جاتے، مگر تین صاحب ایسے تھے جو کھانے سے فارغ ہو کر بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔ اس سے گھر والوں کو تکلیف ہوئی، بلکہ ایک روایت کے مطابق حضرت زینب دیوار کی طرف منہ کر کے بیٹھی ہوئی تھیں اور حضور کو بھی ان کا یوں بیٹھنا اچھا نہیں لگ رہا تھا، بہر حال آپ اُٹھے اور ازواجِ مطہرات کے حجروں میں تشریف لے گئے، جب واپس تشریف لائے تو وہ لوگ ابھی تک باتیں کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر ان لوگوں کو حضور کی ناگواری کا احساس ہوا تو آخر وہ بھی چل پڑے۔ تب حضور نے دروازے پر پردہ ڈال دیا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔[1] اس سے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی کمالِ حیا، شانِ کرم اور حُسنِ اَخلاق کے بارے میں معلوم ہوا کہ ضرورت کے باوجود صحابہ کرام سے یہ نہ فرمایا کہ اب آپ چلے جائیے! بلکہ آپ نے جو طریقہ اختیار فرمایا وہ حسنِ آداب کی اعلیٰ ترین تعلیم دینے والا ہے۔[2]

(2) کچھ لوگ اس انتظار میں رہتے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے کھانے کا وقت ہو تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوں، پھر وہ

کھانا ملنے تک بیٹھے رہتے اور کھانے کے بعد بھی نہ نکلتے، جس سے حضور کو تکلیف ہوتی تھی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[3]

(3) ایک آدمی بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا اور کافی دیر تک بیٹھا رہا، حضور تین مرتبہ کھڑے ہوئے تاکہ وہ بھی کھڑا ہو جائے، مگر اس نے ایسا نہ کیا۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آگئے اور حضور کے چہرہ مبارک میں ناگواری کو پہچان کر اس شخص سے فرمایا: تمہاری وجہ سے حضور کو تکلیف ہو رہی ہے۔ (اس شخص کے جانے کے بعد) حضرت عمر نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم! اگر آپ پردہ ڈال لیتے تو کیا ہی اچھا تھا کیونکہ آپ کی ازواج دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہیں، پردے کا حکم ان کے لیے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے تو اس پر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی، چنانچہ حضور نے حضرت عمر کو بلوا کر ان کی خواہش پر اس بات کی خبر دی۔[4]

(4) آیتِ حجاب کے بعد بعض لوگ کہنے لگے کہ ہمیں اپنی چچا زاد عورتوں سے بات کرنے سے بھی روک دیا گیا ہے، ہم صرف پردے کے باہر سے ان سے کوئی اشد ضرورت کی بات ہی کر سکتے ہیں۔ اس لیے جب محمد کا انتقال ہو جائے گا تو میں فلاں سے نکاح کر لوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ پاک نے یہ حکم حضور پر مہربانی اور فضل کرتے ہوئے آپ کی تعظیم اور قدر و منزلت کے لیے صادر فرمایا۔ منقول ہے کہ حضرت حذیفہ نے اپنی بیوی سے کہا تھا کہ اگر ہم جنت میں اکٹھے ہو جائیں اور تم یہ چاہتی ہو کہ جنت میں میری بیوی بنو تو میرے بعد کسی سے نکاح نہ کرنا۔ کیونکہ جنت میں عورت اپنے آخری خاوند کو ملے گی۔ اسی لیے حضور کے بعد آپ کی ازواج سے کوئی شخص نکاح نہیں کر سکتا کیونکہ جنت میں بھی وہ آپ کی زوجیت میں ہوں گی۔ لیکن جس عورت سے صرف آپ کا نکاح ہوا اور دخول نہیں ہوا تو وہ اس حکم میں شامل نہیں، کیونکہ روایت ہے کہ اشعث بن قیس نے حضرت عمر کے زمانہ میں ایک ایسی عورت سے نکاح کیا جسے حضور نے رخصتی سے پہلے ہی طلاق دے دی تھی، حضرت عمر نے پہلے تو اسے سنگسار کرنا چاہا مگر پھر حقیقت معلوم ہونے پر ارادہ ترک کر دیا اور کوئی مواخذہ بھی نہ فرمایا۔ بعض صحابہ تو صراحۃً یہ کہتے تھے کہ آپ کی وفات کے بعد میں فلاں سے نکاح کر لوں گا اور بعض نے صراحۃً تو نہ کہا لیکن دل میں ایسا ارادہ رکھا، اس پر اللہ پاک نے فرمایا: خواہ تم کسی بات کو ظاہر کرو یا اسے چھپاؤ اللہ پاک کے علم میں ہے۔[5]

الغرض اس آیتِ مبارکہ میں اللہ پاک نے اپنے حبیب کی بارگاہ میں حاضری کے جو آداب بیان فرمائے ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بارگاہِ خداوندی میں جو مقام حضور پُرنور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو حاصل ہے وہ مخلوق میں سے کسی اور کو حاصل نہیں۔ چنانچہ اس آیت کے ذیل میں علمائے کرام نے جو احکام و آداب بیان فرمائے ہیں، وہ کچھ یوں ہیں: ❶ کھانے کے لئے بلا اجازت حضور کے گھروں میں داخل ہوں نہ اتنا پہلے آئیں کہ بیٹھ کر کھانا پکنے کا انتظار کرنا پڑے۔ ❷ کھانا کھا کر فوراً اٹھ جائیں، بیٹھ کر باتیں کریں نہ گھر والوں کی باتیں سنیں کہ یہ حضور اور آپ کے اہلِ خانہ کیلئے باعثِ تکلیف ہے، جبکہ حیا اور لحاظ کی وجہ سے وہ کسی سے یہ بھی نہیں فرماتے کہ اب چلے جاؤ۔ لیکن اللہ پاک کیلئے تعلیم و تادیب میں کوئی چیز مانع نہیں۔ ❸ جب ازواجِ مطہرات سے کوئی کام کی چیز مانگنی ہو تو لوگوں کو پردے کے پیچھے سے مانگنے اور ازواجِ مطہرات کو ان کے سامنے نہ آنے کا حکم دیا۔ ❹ حضور کی ازواجِ مطہرات کے ساتھ کوئی مومن کبھی نکاح نہیں کر سکتا۔[6] ❺ عورتوں پر پردہ لازم ہے اور غیر مردوں کو کسی گھر میں اجازت کے بغیر داخل ہونا جائز نہیں۔ ❻ یہ آیت اگرچہ خاص حضور کی اَزواجِ مطہرات کے حق میں نازل ہوئی، لیکن اس کا حکم تمام مسلمان عورتوں کے لئے عام ہے۔ ❼ کوئی شخص دعوت کے بغیر کسی کے یہاں کھانا کھانے نہ جائے۔ ❽ مہمان کو چاہئے کہ وہ میزبان کے ہاں زیادہ دیر تک نہ ٹھہرے تاکہ اس کے لئے حرج اور تکلیف کا سبب نہ ہو۔[7] (ابھی یہ سلسلہ جاری ہے)

---

❶ مسلم، ص573، 574، حدیث: 3506، 3507 ❷ تفسیر صراط الجنان، 8/69 ❸ تفسیر روح البیان، 7/213 ❹ تفسیر در منثور، 6/640 ❺ تفسیرات احمدیہ، ص 632 ❻ تفسیرات احمدیہ، ص630 تا 632 ملتقطاً ❼ تفسیر صراط الجنان، 8/72 تا 76

سلسلہ
شرحِ حدیث

سیاہ فام جنتی عورت

بنتِ کریم عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز خوشبوئے عطار واہ کینٹ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہُ عنہما نے ایک مرتبہ حضرت عطاء بن ابی رَبَاح رحمۃُ اللہِ علیہ سے فرمایا: کیا تمہیں جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ عرض کی: کیوں نہیں! فرمایا: یہ سیاہ فام عورت جنتی ہے، یہ حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی: مجھے مِرگی کا دورہ پڑتا ہے جس کی وجہ سے میں بے پَردہ ہو جاتی ہوں۔ اللہ پاک سے میرے لیے دعا کیجئے۔ ارشاد فرمایا: اگر صبر کرسکو تو تمہارے لیے جنت ہے اور اگر چاہو تو میں اللہ پاک سے دعا کر دیتا ہوں۔ اس نے کہا: میں صبر کروں گی۔ پھر عرض کی: میں بے پردہ ہو جاتی ہوں۔ آپ اللہ پاک سے دعا کیجئے میں بے پردہ نہ ہوا کروں۔ چنانچہ حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس کے لیے دعا فرمادی۔[1]

شرحِ حدیث

اس نیک عورت کا نام سُعَیْرہ یا سُقَیْرہ تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا کی کنگھی چوٹی کی خدمت سر انجام دیتی تھی۔[2] آپ کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری بزرگ خواتین پردے کے معاملے میں کتنی حساس تھیں کہ بے ہوشی کی حالت میں بھی ان کو پردے کی فکر رہا کرتی۔ مگر افسوس! آجکل کی کئی خواتین بے پردہ رہنے، بے حیائی کا طوفان برپا کرنے اور لوگوں کو بد نگاہی کی دعوت دینے میں مشغول نظر آتی ہیں۔ اللہ کریم انہیں ہدایت اور عقلِ سلیم عطا فرمائے۔ علامہ عینی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: حضور کی دعا کی برکت سے اس کے بعد وہ (اس بیماری میں) بے پردہ نہ ہوئیں۔[3] ربِّ کریم نے ان پر فرشتہ مقرر کر دیا ہو گا جو ان کے پردے کی حفاظت کرے۔[4]

مِرگی کیا ہے؟ مِرگی (Epilepsy) کے معنیٰ ہیں: بے ہوش ہو کر گِر پڑنا۔ یہ مرض کبھی اَخلاط (یعنی صفرا، خون، بلغم، سَوْدا) کے فساد کے سبب ہوتا ہے اور کبھی جن یا خبیث ہَمزاد کے اَثر سے ہوتا ہے۔[5] علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: مِرگی وہ بیماری ہے جو اعضائے رئیسہ (قلب، جگر، دماغ، پھیپھڑے، گردے وغیرہ) کو ان کے اَفعال سے جزوی طور پر روک دیتی ہے۔ اس بیماری کے واقع ہوتے ہی مریض کے اَعضاء مڑنے لگتے ہیں، وہ کھڑا نہیں رہ سکتا، گر پڑتا ہے اور منہ سے جھاگ نکلنے لگتا ہے۔[6] اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: یہ بہت خبیث بَلا ہے اور اسی کو اُمُّ الصِّبْیَان کہتے ہیں اگر بچوں کو ہو، ورنہ صَرْع (یعنی مِرگی)۔ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اگر 25 برس کے اندر اندر ہو گی تو اُمید ہے کہ جاتی رہے اور اگر اس کے بعد یا 25 برس والے کو ہوئی تو اب نہ جائے گی۔ ہاں! کسی ولی کی کرامت یا تعویذ سے جاتی رہے تو یہ دوسری بات ہے۔ یہ فی الحقیقت ایک شیطان ہے جو انسان کو ستاتا ہے۔[7]

علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃُ اللہِ علیہ نے مذکورہ حدیثِ پاک کے تحت یہ باتیں بیان کی ہیں: ❶ مِرگی زدہ کی فضیلت ❷ دنیوی مصیبتوں پر صبر کرنا جنت کا وارث بنا دیتا ہے ❸ رخصت کی نسبت سختی کو اختیار کرنے میں فضیلت ہے؛ بشرطیکہ یہ یقین ہو کہ مصیبت کی سختی برداشت کرلے گا اور کمزور بھی نہ ہو گا۔

❹ بیماری میں دوا کا استعمال نہ کرنا بھی جائز ہے اور تمام اَمراض کا علاج صرف دعا ہی کے ذریعے کرانا (اور دوا استعمال نہ کرنا) بھی جائز ہے۔ اللہ پاک کی بارگاہ میں اِلتجا کے ذریعے علاج کروانا دعاؤں وغیرہ کے علاج سے بہتر و فائدہ مند ہے۔ کیونکہ دعاؤں کی تاثیر دواؤں کی تاثیر سے افضل و اعلیٰ ہے۔[8]

دربارِ رسالت میں مِرگی کا علاج: ایک عورت اپنے بچے کو لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم! اسے مہینے میں سات بار مرگی کا دورہ پڑتا ہے۔ نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: اسے میرے قریب کرو۔ پھر آپ نے اس بچے کے منہ میں اپنا تھوک مبارک ڈال کر فرمایا: اُخْرُجْ عَدُوَّ اللہ، اَنَا رَسُوْلُ اللہِ اے خدا کے دشمن! نکل کہ میں اللہ پاک کا رسول ہوں۔[9]

غوثِ پاک نے مِرگی کو بھگا دیا: ایک شخص بارگاہِ غوثیت میں آکر عرض گزار ہوا: میں اصبہان کا رہنے والا ہوں۔ میری ایک بیوی ہے جس کو اکثر مِرگی کا دورہ رہتا ہے اور اس پر کسی تعویذ کا اثر نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا: یہ وادیِ سراندیپ کا رہنے والا خانس نامی جن ہے۔ جب تیری بیوی پر مرگی طاری ہو تو اس کے کانوں میں کہنا: اے خانس! تجھے بغداد کے رہنے والے عبدالقادر کہتے ہیں کہ آج کے بعد نہ آنا! اگر آیا تو ہلاک ہو جائے گا۔ تو وہ شخص چلا گیا اور دس سال تک غائب رہا۔ جب وہ آیا تو ہم نے اس سے (زوجہ کی مرگی کے متعلق) پوچھا تو اس نے کہا: میں نے حضور غوثِ پاک رحمۃُ اللہ علیہ کے حکم پر عمل کیا تو دوبارہ زوجہ پر مرگی کا اثر نہیں ہوا۔[10]

بچوں کو مِرگی کے مرض سے بچانے کا نسخہ: بچہ پیدا ہونے کے بعد جو اَذان میں دیر کی جاتی ہے، اس سے اکثر یہ مرض ہو جاتا ہے۔ اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد پہلا کام یہ کیا جائے کہ نہلا کر اذان و اِقامت بچہ کے کان میں کہہ دی جائے تو اِن شاءَ اللہُ عمر بھر محفوظی ہے۔[11]

مِرگی کے 3 روحانی علاج: ❶ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ 66 بار روزانہ پڑھ کر مرگی کے مریض پر دم کیجئے اِن شاءَ اللہ فائدہ ہوگا۔ (مدّتِ علاج: تاحصولِ شفا) ❷ یَا اللہُ یَا رَحْمٰنُ 40 بار ایک سانس میں پڑھ کر جسے مرگی کا دورہ پڑا ہو اُس کے کان میں دم کیجئے، اِن شاءَ اللہ فوراً ہوش میں آجائے گا۔ ❸ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط کے ساتھ[12] سُوْرَۃُ الشَّمْس پڑھ کر مِرگی والے کے کان میں پھونک مارنا بہت مفید ہے۔[13]

مصائب میں دعا نہ کرنا کیسا؟ مذکورہ حدیثِ مبارکہ سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی کبھی بیماری کی دوا اور مصائب میں دعا نہ کرنا ثواب اور صبر میں شامل ہے۔ خصوصاً جب پتہ لگ جائے کہ یہ مصیبت رب کی طرف سے امتحان ہے۔

آزمائش پر راضی رہنا: یہ اللہ والوں کی ادائے بندگی ہے کہ اللہ پاک کی طرف سے آنے والی آزمائش پر راضی رہتے ہیں اور اس کے دُور ہونے کی دعا بھی نہیں کرتے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو آپ نے اس آزمائش کے دُور ہونے کی دعا نہ کی۔ یوں ہی امام حسین رضی اللہ عنہ کو میدانِ کربلا میں ظلماً شہید کیا گیا۔ سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو پہلے سے ہی علم تھا کہ آپ کے پیارے نواسے کو بے دردی کے ساتھ شہید کیا جائے گا۔ حضرت علی وسَیِّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما بھی جانتے تھے۔ صحابہ کرام کو بھی معلوم تھا بلکہ خود امام حسین رضی اللہ عنہ بھی یہ جانتے تھے۔ لیکن ان میں سے کسی نے بھی اس آزمائش کے ٹل جانے کی دعا نہ کی۔ بلکہ دعا کی بھی تو صبر و استقامت اور حق پر ثابت قدمی کی۔

آزمائش پر راضی رہنے کے فضائل: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے تین مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا: کیا تم مومن ہو؟ سب خاموش رہے۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ہمارا اس چیز پر ایمان ہے جو آپ لائے ہیں، ہم تنگی میں اللہ پاک کی تعریف کرتے، آزمائش پر صبر کرتے اور تقدیر پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: ربِّ کعبہ کی قسم! تم مومن ہو۔[14] ایک اور روایت میں ہے: جب اللہ پاک کسی

بندے سے محبت فرماتا ہے تو اس کو آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔ اگر وہ صبر کرے تو اللہ پاک اس بندے کو پسند کر لیتا ہے اور اگر وہ آزمائش پر راضی ہو جائے تو اللہ پاک اسے (اپنے خاص بندوں میں) چُن لیتا ہے۔[15]

دعا مانگنا افضل ہے یا اللہ پاک کی رضا پر راضی رہنا؟ بعض علما نے ترکِ دعا کو بہتر فرمایا ہے۔ جبکہ بعض علما دعا کے فوائد کے پیشِ نظر دعا مانگنے کو بہتر سمجھتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں: بہتر یہ ہے کہ زبان سے دعا کرے اور دل سے خدا کے حکم و قضا پر راضی رہے تاکہ دونوں فائدے ہاتھ آئیں۔ بعض فرماتے ہیں: جس بات کی دعا مانگنے میں ذاتی فائدہ شامل ہو وہاں دعا کو چھوڑ دینا اور اللہ پاک کی رضا پر راضی رہنا افضل ہے اور جس بات کی دعا مانگنے میں دینِ متین کی سربلندی ہو یا کسی مسلمان کا فائدہ ہو تو ایسی دعا مانگنا مناسب ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ اس بارے میں فرماتے ہیں: یہ حکم عام مسلمانوں کے لیے نہیں کہ وہ دل کی باتوں، نفس کی چالوں اور شیطانی وسوسوں میں تمیز نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ان کے لیے حکم یہی ہے کہ وہ دعا میں کمی نہ کریں۔ کیونکہ دعا نہ صرف عبادت بلکہ عبادت کا مَغز ہے۔[16]

کیا دعا کرنا صبر کے منافی ہے؟ ہو سکتا ہے مذکورہ حدیثِ مبارکہ سے کسی کے ذہن میں خیال آئے کہ آزمائش میں دعا نہیں مانگنی چاہیے۔ کیونکہ دعا کرنا صبر کے منافی ہے! تو یاد رہے کہ اگرچہ آزمائش کے وقت دعا نہ کرنا صبر کے اعلیٰ ترین درجوں میں سے ہے۔ لیکن دعا کرنا صبر کے منافی بھی نہیں۔ کیونکہ صبر در حقیقت اپنے آپ کو تقدیر کے فیصلوں پر ناراضی سے بچانے کا نام ہے۔ اس لیے اس میں کوئی مانع نہیں ہے کہ انسان دعا اور صبر دونوں عبادات بیک وقت کرے۔ قرآنِ پاک میں اللہ پاک نے صبر کے فضائل بھی بیان فرمائے ہیں اور دعا کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: اِنَّمَا یُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝۱۰ (پ23، الزمر: 10) ترجمہ کنز العرفان: صبر کرنے والوں ہی کو ان کا ثواب بے حساب بھرپور دیا جائے گا۔ یہ بھی ارشاد ہوتا ہے: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (پ24، المؤمن: 60) ترجمہ کنز العرفان: اور تمہارے رب نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

خود رسولُ اللہ صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بھی اللہ پاک سے دعا مانگی ہے حالانکہ آپ سب سے زیادہ صبر کرنے اور اللہ پاک کے فیصلوں پر سب سے زیادہ راضی رہنے والے ہیں۔

علاج کرنا سنت ہے: یہ بھی یاد رہے کہ بیماری کا علاج کرنا نہ صرف جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے۔ سرکار صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم سے اپنا علاج فرمانا بھی ثابت ہے اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہُ عنہم کا بھی۔ لیکن یہ بھی ذہن میں رہے کہ علاج کروانے سے تندرست ہو جانا چونکہ ظنّی ہے، یقینی نہیں۔ اس لیے اگر کسی نے علاج نہ کروایا اور مر گیا تو اسے خودکشی نہیں کہا جائے گا۔

مقبولانِ بارگاہِ الٰہی سے دعا کروانا: مذکورہ حدیثِ مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ پاک کی بارگاہ میں اس کے پیاروں کو وسیلہ بنانا، ان سے دعا کے لیے عرض کرنا یہ بالکل جائز اور سلف صالحین کا طریقہ رہا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ پاک کی بارگاہ میں بلند مقام رکھتے ہیں اور اللہ پاک ان کی دعائیں قبول فرماتا ہے۔

---

1 بخاری، 4/6، حدیث: 5652 2 فتح الباری، 11/98، تحت الحدیث: 5652 3 عمدة القاری، 14/647، تحت الحدیث: 5652 4 مراٰۃ المناجیح، 2/428 5 نزہۃ القاری، 5/489 ملتقطاً 6 فتح الباری، 11/98، تحت الحدیث: 6552 7 ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص417 8 فتح الباری، 11/99، تحت الحدیث: 5653 9 معجم کبیر، 22/264، حدیث: 679 10 بہجۃ الاسرار، ص140 11 شعب الایمان، 6/390، حدیث: 8619 ماخوذاً 12 ماہنامہ فیضانِ مدینہ، مارچ 2022، ص44 13 جنتی زیور، ص602 14 معجم اوسط، 6/467، حدیث: 9427 15 مسند الفردوس، 1/311، حدیث: 976 16 فضائلِ دعا، ص233 تا 237 ماخوذاً

روزِ قیامت جانوروں کی کیفیت (قسط8)

سلسلہ: ایمانیات

شعبہ ماہنامہ خواتین

جمادات یعنی زمین و آسمان، سمندروں اور پہاڑوں کے علاوہ اجرامِ فلکی یعنی سورج، چاند اور ستاروں کی کیفیت گزشتہ اقساط میں بیان ہو چکی ہے، اب جانوروں کی کیفیت ملاحظہ فرمائیے کہ قیامت میں جانوروں کے ساتھ کیا معاملہ ہو گا، قرآنِ کریم میں ہے: وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۪ۙ (۵) (پ30، التکویر:5) ترجمہ کنزالعرفان: اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں گے۔

امام فخر الدّین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت میں وحوش کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: خشکی کے جو جانور انسان سے عام طور پر مانوس نہیں ہوتے ان کو وحوش کہا جاتا ہے۔(1) تفسیر حسنات میں علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃُ اللہِ علیہ یہ تفسیر نقل کرنے کے بعد جانوروں کے حشر کے متعلق وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: امام مجاہد کے قول کے مطابق جانوروں کے حشر سے مراد ان کی موت ہے۔ نیز امام حاکم نے حضرت ابنِ عباس سے نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن جنّ و انس کے علاوہ کسی اور کو زندہ اٹھایا جائے گا نہ ہی وہ میدانِ محشر میں موجود ہو گا۔ امام غزالی بھی یہی فرماتے ہیں کہ جانوروں کو قیامت کے دن نہیں اٹھایا جائے گا کیونکہ وہ مکلف ہی نہیں ہیں۔(2) لیکن راجح یہی ہے کہ ان کا حشر قصاص کے لئے ہو گا یعنی جن جانوروں نے دوسرے جانوروں کو ایذا پہنچائی ہو گی، ان سے قصاص لیا جائے گا، نیز مکھیوں کو بھی قصاص کے لیے جمع کیا جائے گا، پھر ان تمام سے کہا جائے گا: مر جاؤ تو وہ تمام وحشی جانور مر جائیں گے۔(3) اس کی مزید تفصیل اسی مضمون میں آگے ذکر کی جائے گی۔

قیامت کے ہولناک دن میں جانوروں کی حالت: غور کرنے کی بات یہ ہے کہ وحشی جانور انسانوں سے بدکتے ہیں اور ان کو دیکھ کر بھاگتے ہیں، اس کے باوجود وہ سب میدانِ محشر میں جمع ہوں گے، اس کی وجہ یہ ہو گی کہ قیامت کے دن کی ہولناکیوں کی وجہ سے وہ اپنی فطرت کو بھول چکے ہوں گے۔ ان حیوانات میں سے بعض حیوان دوسرے بعض حیوانات کی غذا ہوتے ہیں، جیسے شیر اور بکری، لیکن اس دن یہ سب جمع ہوں گے اور کوئی ایک دوسرے پر حملہ نہیں کرے گا اور یہ صرف اس وجہ سے ہو گا کہ قیامت کے دن کی ہولناکیوں کی وجہ سے وہ اپنے طبعی تقاضوں کو بھول چکے ہوں گے۔(4)

ایک اور مقام پر قرآنِ کریم میں جانوروں کے حشر اور قصاص کو یوں بیان کیا گیا ہے: وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا طٰٓىٕرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْؕ مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ یُحْشَرُوْنَ (۳۸) (پ7، الانعام:38) ترجمہ کنز العرفان: اور زمین میں چلنے والا کوئی جاندار نہیں ہے اور نہ ہی اپنے پروں کے ساتھ اڑنے والا کوئی پرندہ ہے مگر وہ تمہاری جیسی امتیں ہیں۔ ہم نے اس کتاب میں کسی شے کی کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ پھر یہ اپنے رب کی طرف ہی اٹھائے جائیں گے۔ یعنی تمام جاندار خواہ وہ جانور ہوں یا درندے یا پرند، تمہاری مثل اُمّتیں ہیں۔ انسانوں اور جانوروں میں مماثلت کے حوالے سے مفسرین کرام کے کئی اقوال ہیں، ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ پیدا ہونے، مرنے، مرنے کے بعد حساب

کے لیے اٹھنے میں جانور چرند پرند تمہاری مثل ہیں اور تمام دَوَابّ و طیور کا حساب ہو گا، اس کے بعد وہ خاک کر دیئے جائیں گے۔[5]

حشر اور قصاص سے متعلق احادیثِ کریمہ: قیامت کے دن جانوروں اور پرندوں کے حساب و کتاب کا تذکرہ احادیثِ مبارکہ میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ

حضرت ابوذَر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف فرما تھے، دو بکریاں ایک دوسرے کو سینگ مار رہی تھیں، ایک نے دوسری کو ٹکر مار کر گرا دیا، یہ دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مسکرا دیئے۔ عرض کی گئی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! آپ کس وجہ سے مسکرائے؟ تو آپ نے فرمایا: مجھے اس بکری پر تعجّب ہوا۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! قِیامت کے دن اس کا بدلہ ضرور لیا جائے گا۔[6] اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تم لوگ ضرور حق داروں کو ان کے حقوق سپرد کرو گے یہاں تک کہ بغیر سینگ والی بکری کا سینگ والی بکری سے بدلہ لیا جائے گا۔[7] یہاں تک کہ چیونٹی کا چیونٹی سے (بدلہ اور حساب لیا جائے گا)۔[8]

مستدرک میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں مزید وضاحت کے ساتھ یوں بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن زمین کھینچ کر چمڑے کی طرح دراز ہو جائے گی اور اللہ پاک انسانوں، جنوں، چوپایوں اور وحشی جانوروں، بلکہ (ہر قسم کی) تمام مخلوق کو جمع فرمائے گا اور اس دن جانوروں کے درمیان بھی قصاص رکھے گا یہاں تک کہ بے سینگ والی بکری کا سینگ والی بکری سے بدلہ لیا جائے گا، پھر انہیں کہا جائے گا کہ تم سب مٹی ہو جاؤ۔ اس وقت کافر یہ تمنا کرے گا کہ کاش میں بھی مٹی ہو جاتا۔[9]

جس طرح جانور آپس میں ایک دوسرے کے ظلم پر بدلہ لیں گے اسی طرح اگر کسی انسان نے انہیں بلاوجہ نقصان پہنچایا ہو گا تو وہ اس کی بھی شکایت بارگاہِ الٰہی میں کریں گے، جیسا کہ حضرت شرید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جس نے بلافائدہ کسی چڑیا کو قتل کیا، وہ چڑیا قیامت کے دن اللہ پاک سے فریاد کرے گی۔[10] اس روایت کی وضاحت ایک دوسری حدیثِ پاک سے ملتی ہے کہ جو انسان کسی چڑیا یا اس سے بڑے کسی ذی روح کو ناحق قتل کرے گا اللہ پاک اس سے اس کے بارے میں پوچھ گچھ فرمائے گا۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اس کا حق کیا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: کھانے کے لئے ذبح کرے اور نشانہ بازی کے لئے اس کا سر نہ کاٹے۔[11]

قیامت میں قربانی کے جانور کا معاملہ: یہ بھی یاد رہے کہ جو جانور دنیا میں مسلمانوں نے اللہ پاک کی رضا کے لئے قربان کئے ہوں گے، کل بروزِ قِیامت ان کا معاملہ خوشگوار ہو گا، جیسا کہ ایک روایت میں ہے: انسان بڑی عید کے موقع پر جو قربانی کرتا ہے وہ **قِیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گی۔**[12] شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قربانی، اپنے کرنے والے کے نیکیوں کے پلّے میں رکھی جائے گی جس سے نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گا۔[13] حضرتِ علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پھر اس کیلئے سواری بنے گی جس کے ذَرِیعے یہ شخص بآسانی پُل صراط سے گزرے گا اور اُس (جانور) کا ہر عُضو مالِک (یعنی قُربانی کرنے والے) کے ہر عُضْو (کیلئے جہنم سے آزادی) کا فِدیہ بنے گا۔[14]

---

❶ تفسیر رازی، 11/64 ❷ تفسیر حسنات، 7/1231 ملخصاً ❸ تفسیر رازی، 11/64 ملخصاً ❹ تفسیر رازی، 11/64 ❺ تفسیر خزائن العرفان، ص 237 ❻ مسند امام احمد، 8/120، حدیث: 21567 ❼ مسلم، ص 1070، حدیث: 6580 ❽ مسند امام احمد، 3/289، حدیث: 8764 ❾ مستدرک، 5/794، حدیث: 8756 ❿ نسائی، ص 721، حدیث: 4453 ⓫ نسائی، ص 707، حدیث: 4355 ⓬ ترمذی، 3/162، حدیث: 1498 ملتقطاً ⓭ اشعۃ اللمعات، 1/654 ⓮ مرقاۃ المفاتیح، 3/574، تحت الحدیث: 1470

حضور کی والدہ ماجدہ (قسط10)

سلسلہ: فیضانِ سیرتِ نبوی

شعبہ ماہنامہ خواتین

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے شادی سے پہلے کے حالاتِ زندگی ہوں یا اس کے بعد کے،،، ان کا تذکرہ تاریخ کی کتب میں بہت کم ملتا ہے، البتہ! جو چند تفصیلات ملتی بھی ہیں تو ان کا تعلق کسی نہ کسی طرح حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے ساتھ ہے، اس کی کئی وجوہات ہیں، ایک تو مؤرخین کا ان کے حالاتِ طیبہ کو بخوبی بیان نہ کرنا اور دوسرا ان کا چادر و چار دیواری کو ہمیشہ لازم پکڑے رہنا اور سماجی معاملات سے دور رہنا ہے۔ حالانکہ وہ دور ایسا تھا جس میں عورتیں خوب بن سنور کر بے پردہ گھروں سے نکلتیں اور بازاروں وغیرہ میں مردوں کے دوش بدوش گھومتی پھرتی تھیں۔ مگر قربان جایئے بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کی شان پر! آپ نے اس دور میں بھی چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال نہ ہونے دیا اور پردے کا جو حکم آپ کے نورِ نظر کے لائے ہوئے دین میں سالوں بعد دیا گیا، اس پر آپ نے پہلے ہی خوب عمل کر کے دکھا دیا اور گویا ثابت کر دیا کہ آپ ایک حقیقی مومنہ تھیں۔ چنانچہ تاریخِ خمیس میں حافظ صلاح الدین علائی کے حوالے سے منقول ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا انتہائی پردہ دار خاتون تھیں، ہمیشہ گھر کی چار دیواری میں رہتیں، نا محرم مردوں سے ملنا اور ان کی خبریں سننا بالکل پسند نہ فرماتیں۔[1]

اگر عرب کے اس وقت کے حالات اور حافظ صلاح الدین علائی کی اس بات کے تناظر میں سیدہ آمنہ کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو بلاشبہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ سیدہ آمنہ کی عقلمندی و معاملہ فہمی اور زبان دانی کی صلاحیتیں اللہ پاک کی خاص عطا کردہ تھیں۔ آپ کے متعلق سیرت نگاروں نے اگرچہ کچھ خاص نہیں لکھا، مگر آپ کے متعلق جو چند باتیں ذکر کی ہیں وہی آپ کی شخصیت کی عکاس بھی ہیں۔ چنانچہ آپ نے مختلف مواقع پر جو اشعار برجستہ کہے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک وفا شعار بیوی تھیں، مثلاً جب آپ کو اپنے سر تاج حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے وصالِ پر ملال کی خبر ملی تو اس وقت آپ نے اپنے جذبات کا اظہار جن الفاظ میں فرمایا، وہ اس بات کے شاہد ہیں کہ آپ اپنے شوہر سے انتہائی محبت کرنے والی تھیں۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ کے وصال پر آپ سے منقول قصیدے کے چند اشعار مع مفہوم ذیل میں پیشِ خدمت ہیں:

عَفَا جَانِبُ الْبَطْحَاءِ مِنَ ابْنِ هَاشِمٍ
وَجَاوَرَ لَحْدًا خَارِجًا فِي الْغَمَاغِمِ

یعنی بطحا کی سرزمین حضرت ہاشم کے فرزند سے خالی ہو گئی ہے کہ وہ وادیِ مکہ سے دور کفن پہنے کسی قبر میں محو آرام ہو گیا ہے۔

دَعَتْهُ الْمَنَايَا دَعْوَةً فَأَجَابَهَا
وَمَا تَرَكَتْ فِي النَّاسِ مِثْلَ ابْنِ هَاشِمٍ

یعنی موت نے انہیں پکارا تو انہوں نے فوراً آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا، (ہائے افسوس!) اب ان کی مثل (اعلیٰ پائے کا انسان) بنی

ہاشم میں کوئی باقی نہیں رہا۔

عَشِيَّةَ رَاحُوا يَحْمِلُونَ سَرِيرَهُ
تَعَاوَرَهُ اَصْحَابُهُ فِي التَّزَاحُمِ

یعنی حضرت عبد اللہ نے جس شام کو اس جہاں سے رختِ سفر باندھا اور ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو اس وقت (انہیں رخصت کرنے والے) ان کے دوست احباب اتنے زیادہ تھے کہ ان کا جنازہ ایک کندھے سے دوسرے کندھے پر بار بار تبدیل ہو رہا تھا۔ (جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ)

فَاِنْ يَكُ غَالَتْهُ الْمَنَايَا وَرَيْبُهَا
فَقَدْ كَانَ مِعْطَاءً كَثِيرَ التَّرَاحُمِ

موت نے اگرچہ انہیں ہم سب سے جدا کر دیا ہے مگر (ان کے احسانات اور کرم نوازیاں اب بھی ہمارے ساتھ ہیں، کیونکہ) وہ حقیقت میں بہت زیادہ عطا کرنے اور رحم فرمانے والے تھے۔[2]

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے ان اشعار سے جہاں آپ کا وفا شعار ہونا معلوم ہوتا ہے وہیں یہ بات بھی معلوم ہو رہی ہے کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبد اللہ کا اپنی زوجہ سے حسنِ سلوک کتنا عمدہ تھا کہ ان کی رحلت کے بعد سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے کتنے ہی خوبصورت انداز میں انہیں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ بلاشبہ حضرت عبد اللہ اپنے وقت کے بہترین انسان تھے اور حضرت آمنہ نے جو کہا سچ کہا اور اس کی تصدیق حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے اس فرمانِ عالی شان سے بھی ہوتی ہے کہ تم میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہترین ہو۔[3]

عرب چونکہ اپنی زبان دانی پر فخر کرتے تھے اور اپنے مقابلے میں غیر عرب قوموں کو عجمی یعنی گونگا کہتے تھے، لہٰذا فصیح و بلیغ کلام کرنا اور اشعار کی شکل میں اپنے خیالات کا برجستہ اظہار کرنا ان کے ہاں عام تھا اور قدرت نے بھی اس حوالے سے انہیں کافی نواز رکھا تھا۔ چنانچہ اس ماحول میں سیدہ آمنہ کی تربیت اگرچہ گھر کی چار دیواری میں ہوئی مگر آپ نے عربوں کے ضروری علوم و فنون اپنے خاندان سے ورثے میں پائے جن میں خاندانِ بنو ہاشم کی بہو بن کر مزید نکھار آگیا۔ مذکورہ قصیدے کے چند اشعار اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ سیدہ آمنہ کتنی قادرُ الکلام تھیں کہ جب الفاظ آپ کے مبارک منہ سے جاری ہوتے تو گویا موتیوں کی ایک حسین لڑی خود بخود تیار ہو جاتی۔ آپ کی قادرُ الکلامی کی یہ جھلک دیگر مواقع پر بھی نظر آتی ہے، مثال کے طور پر ایک اس وقت جب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو لے کر سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر روانہ ہونے لگیں تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے جو الوداعی و برجستہ کلام فرمایا، وہ کچھ یوں تھا:

اُعِيذُهُ بِاللهِ ذِي الْجَلَالِ ۔۔۔ مِنْ شَرِّ مَا مَرَّ عَلَى الْجِبَالِ

یعنی میں اپنے لختِ جگر کو عظمت و جلال کے مالک اللہ پاک کی پناہ میں دیتی ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو انسانی جسم کو لاحق ہو سکتی ہے۔

حَتَّى اَرَاهُ حَامِلَ الْحِلَالِ ۔۔۔ وَيَفْعَلُ الْعُرْفَ اِلَى الْمَوَالِي

یہاں تک کہ میرا یہ لختِ جگر عمر کے اس حصے تک پہنچ جائے کہ حلال رزق کمانے لگے اور اس کے پاس کثیر غلام ہوں جن کے ساتھ یہ حسنِ سلوک سے پیش آئے۔

وَغَيْرِهِمْ مِنْ حِشْوَةِ الرِّجَالِ[4]

صرف غلاموں کے ساتھ ہی اچھا سلوک نہ کرے، بلکہ دیگر معاشرے کے پسے ہوئے لوگوں کا بھی خیر خواہ بنے۔

ہر ماں اپنے لختِ جگر کے متعلق ایسی نیک تمناؤں کا اظہار اگرچہ کرتی ہے مگر قربان جایئے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی عظمت و شان پر! آپ نے جس ہستی کو جنم دیا اس کے متعلق گویا یہ یقین رکھتی تھیں کہ آپ کا لختِ جگر ایسا عظیم سردار بنے گا جو رحیم و شفیق ہو گا اور اس کی دادرسی و خیر خواہی سے ہر دکھی دل فیض پائے گا، وہ اپنوں کے غموں کا مسیحا ہی نہ ہو گا بلکہ معاشرے کے ہر فرد کا غم گسار ثابت ہو گا۔ آپ کے یہ اشعار آپ کی شخصیت کے ان پہلوؤں کو بھی خوب واضح فرما رہے ہیں کہ آپ کو حلال و حرام کی خوب پہچان حاصل تھی اور چاہتی تھیں کہ آپ کا لختِ جگر بھی حلال کمائی کرنے والا بنے اور پھر دنیا نے دیکھا کہ آپ کی یہ خواہش و تمنا اللہ پاک نے کس طرح پوری فرمائی۔

---

1 تاریخ خمیس، 1/424 2 طبقات ابن سعد، 1/80 3 ترمذی، 5/475، حدیث: 3921 4 طبقات ابن سعد، 1/90

سلسلہ معجزاتِ انبیا

حضرت یوسف علیہ السّلام کے معجزات و عجائبات (قسط 8)

شعبہ ماہنامہ خواتین

مالک بن زعر کی آخری باتیں: جب مالک بن زعر کو حضرت یوسف علیہ السلام کی حقیقت معلوم ہوئی تو وہ انہیں بیچنے کی وجہ سے نہ صرف پشیمان ہوا، بلکہ آپ کی عظمت کو بھی تسلیم کیا اور آپ سے دعا کے لئے عرض کی۔ چنانچہ آپ نے اس کے لئے دعا فرمادی۔ مگر مالک کو ابھی تک ایک بات ستا رہی تھی کیونکہ وہ اس حقیقت کو جانتا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اگر نبی ابنِ نبی ہیں، جب کہ کوئی نبی غلام نہیں ہو سکتا تو پھر وہ کون لوگ تھے جنہوں نے ایک آزاد اور عظیم النسب فرد کو غلام بنا کر بیچ ڈالا! چنانچہ اس نے اس تشویش کو دور کرنے کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کی: مجھے ان لوگوں کے متعلق تو بتائیے کہ وہ کون تھے جنہوں نے آپ کو بیچا تھا؟ اس پر آپ علیہ السلام نے جب اسے یہ بتایا کہ وہ ان کے بھائی تھے۔ تو وہ مزید حیران ہوا کہ بھلا کوئی سگا بھائی بھی ایسا کر سکتا ہے کہ اپنے ہی بھائی کو بیچ ڈالے! جب اس نے وجہ پوچھنا چاہی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے صاف الفاظ میں فرمایا کہ وہ اپنے بھائیوں کا راز کسی پر ظاہر نہیں کریں گے۔

یہاں امام غزالی نے بڑا ہی خوبصورت کلام نقل کیا ہے کہ سبحان اللہ! جب مخلوق نے اس سبب سے اپنے بھائیوں کا راز ظاہر نہیں کیا کہ وہ کریم ہے، حالانکہ بھائیوں نے اس کے ساتھ اس قدر ظلم وستم کئے کہ جن کی حد نہیں تو اللہ پاک اپنے گناہ گار بندوں کا راز کیوں کر ظاہر کرے گا، جبکہ وہ تو اکرم الاکرمین ہے![1]

شاہِ مصر پر عظمتِ یوسفی کا اظہار: جب شاہِ مصر نے اپنے کُل مال کے بدلے حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید لیا تو اسے خوف لاحق ہوا کہ اب لشکر کا انتظام و انصرام کیسے کرے گا کہ بادشاہ لشکر کے بغیر بادشاہ نہیں ہوتا اور لشکر مال کے بغیر اطاعت نہیں کرتا۔ لہٰذا جب خزانے میں کچھ نہ ہو گا تو لوگ اس کی اطاعت کیسے کریں گے۔ یہ سوچ کر وہ شرمندہ ہوا کہ اس نے ایک غلام کو خرید کر کتنا گھاٹے کا سودا کیا ہے۔ بہر حال اب کیا ہو سکتا تھا، اس نے خزانچی سے کہا: جا کر دیکھو خزانے میں کچھ بچا بھی ہے یا نہیں؟ خزانچی گیا اور اس نے دروازے کھولے تو کیا دیکھتا ہے! سب خزانے پہلے کی طرح ہی بھرے ہوئے ہیں، یعنی جو مال حضرت یوسف علیہ السلام کے خریدنے میں خرچ ہوا تھا وہ بھی سب موجود تھا اور کوئی چیز بھی کم نہ تھی۔

یہ سب دیکھ کر خزانچی کی عقل دنگ رہ گئی، بہر حال وہ یہ خوش خبری سنانے کے لئے بھاگا بھاگا بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کی خوشی اس کے چہرے سے ٹپک رہی تھی۔ جب اس نے بادشاہ کو بھی یہ سب بتایا تو وہ بھی بہت زیادہ متعجب ہوا اور بولا: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ خزانچی نے عرض کی: یہ تو مجھے بھی معلوم نہیں، لیکن اگر آپ حقیقت ہی جاننا چاہتے

ہیں تو اس غلام سے پوچھ لیجئے، وہی آپ کو اس سارے معاملے کی حقیقت بتا سکتا ہے۔ بادشاہ بھی چونکہ حضرت یوسف علیہ السّلام کی حقیقت کو نہیں جانتا تھا، اس لئے اس نے حیرانی سے پوچھا: ایک غلام کو یہ سب باتیں کیسی معلوم ہو سکتی ہیں؟ خزانچی نے عرض کی: اس غلام کا دعویٰ ہے کہ اس کا پروردگار جو چاہتا ہے کر سکتا ہے۔ اس پر بادشاہ نے خزانچی سے پوچھا: تمہیں یہ سب باتیں کیسے معلوم ہوئیں؟ عرض کی: جب آپ نے اسے خریدا تھا تو میں اس کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا، میں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندہ اس کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے یوسف! جب آپ نے خود اپنی قیمت لگائی تو آپ کے بھائیوں نے آپ کو ایک جَبے کے بدلے بیچ دیا اور جب اللہ پاک نے آپ کی قیمت لگائی تو مصر کے تمام خزانے خالی ہو گئے۔ خزانچی کی یہ باتیں سن کر بادشاہ کی حیرت بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ بہر حال اس نے حقیقت جاننے کے لئے حضرت یوسف سے جب یہ پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ تمہیں خریدنے کے لئے میں نے جو مال و دولت دی تھی، وہ خزانے میں واپس کیسے آگئی؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ پاک نے میری بزرگی ظاہر کرنے کے لئے ایسا کیا کہ اگر مجھ سے کوئی ایسی بات ظاہر ہو جو تجھے ناپسند ہو تو تجھے افسوس نہ ہو کہ تو نے اتنا کثیر مال دے کر مجھے خریدا، اس لئے اللہ پاک نے تجھے تیرے مال کا بدلہ عطا فرما دیا، تاکہ تیرا مجھ پر کوئی احسان نہ رہے، بلکہ اللہ پاک کا تجھ پر احسان رہے یعنی اب مال بھی تیرا اور میں بھی تیرا ہوا۔[2]

یہاں امام غزالی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اللہ پاک کا ایک بندہ جب اس کی رضا کے لئے اپنا مال اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو اللہ پاک اسے وہ مال واپس لوٹا دیتا ہے۔ جیسا کہ مروی ہے: ایک مرتبہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہُ عنہ نے بازار میں ایک زرہ بکتی ہوئی دیکھی تو بیچنے والے سے پوچھا: یہ زرہ کس کی ہے؟ اس نے بتایا: یہ زرہ حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجہَہُ الکَرِیم کی ہے، وہ اسے بیچ کر سیدہ فاطمہ رضی اللہُ عنہا سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت عثمان نے بیچنے والے سے قیمت پوچھی تو اس نے جو قیمت بتائی آپ نے فرمایا کہ یہ قیمت کم ہے، اسے مزید بڑھاؤ۔ یہاں تک کہ جب قیمت 400 درہم ہو گئی تو حضرت عثمان رضی اللہُ عنہ نے وہ قیمت ادا کر کے زرہ خرید لی، پھر اس زرہ کی قیمت اور زرہ بھی بیچنے والے کو واپس کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں حضرت علی رضی اللہُ عنہ کو خاموشی سے اس طرح واپس کر دینا کہ انہیں میرے متعلق معلوم نہ ہو پائے۔ بہر حال حضرت علی کو جب یہ دونوں چیزیں ملیں تو آپ یہ لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور ساری بات بتاتے ہوئے عرض کی کہ مجھے نہیں معلوم کہ ایسا کس نے کیا ہے؟ اتنے میں حضرت جبرائیلِ امین علیہ السّلام حاضرِ خدمتِ اقدس ہوئے اور انہوں نے حضور کو بتایا کہ یہ سب حضرت عثمان نے کیا ہے۔ اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خوشی کا اظہار فرمایا اور جب حضرت عثمان سے دریافت فرمایا کہ انہوں نے یہ کام کیوں کیا؟ تو انہوں نے عرض کی: جب میں نے زرہ کو بکتے دیکھا تو یقین ہو گیا کہ حضرت علی کسی انتہائی ضرورت کے سبب ہی ایسا کر رہے ہیں، ورنہ وہ ایسا نہ کرتے تو میں نے زرہ واپس کر دی تاکہ لڑائیوں میں اُسے پہنیں اور اس کی قیمت بھی ادا کر دی تاکہ یہ اس سے اپنی ضرورت پوری کر سکیں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خوش ہو کر انہیں یوں دعا سے نوازا: اللہ پاک تمہیں دنیا و آخرت میں اس کا بدلہ دے۔ اس کے بعد جب حضرت عثمان اپنے گھر تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جس تھیلی میں انہوں نے زرہ کی قیمت ادا کی تھی وہ اور اس کے ساتھ مزید ویسی ہی دس تھیلیاں پڑی ہیں اور ہر ایک تھیلی میں چار سو درہم ہیں اور ان تھیلیوں پر یہ لکھا ہوا ہے: یہ رحمٰن کی بخشش ہے عثمان بن عفان کے لئے۔[3]

---

(1) بحر المحبۃ، ص74 (2) بحر المحبۃ، ص74 (3) بحر المحبۃ، ص75

شرحِ سلامِ رضا

(57)

جس کے پانی سے شاداب جان و جِناں

اس دَہن کی طَراوَت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **جِناں:** جنتیں۔ **طراوت:** تازگی۔

مفہومِ شعر: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے لعابِ دہن یعنی مبارک منہ کے تھوک کی برکت سے رُوحوں اور جنتوں کو تر وتازگی ملتی ہے، لہٰذا اس مبارک منہ کی تازگی پر لاکھوں سلام۔

شرح: حُضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا لعابِ دہن (تھوک مبارک) خوشبودار تھا۔ اگر کوئی غمگین اس سے برکت حاصل کرتا تو اس کا غم خوشی میں تبدیل ہو جاتا اور اگر کوئی زخمی و بیمار اسے استعمال کرتا تو شفا پا جاتا۔ یہی نہیں بلکہ کئی روایات میں ہے کہ کسی جنگ وغیرہ میں کسی صحابی کا کوئی عضو زخمی ہو جاتا یا کٹ جاتا تو حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنا لعابِ دہن لگا دیتے جس سے وہ بالکل ٹھیک ہو جاتا گویا کہ وہ ترو تازہ ہو جاتا۔ چنانچہ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے: ❶ غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت علی المرتضی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیم آنکھوں کی کسی بیماری میں مبتلا تھے، حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعاب مبارک لگایا اور دعا فرمائی تو اس کی برکت سے ان کی آنکھیں فوراً ٹھیک ہو گئیں اور ایسی ٹھیک ہوئیں گویا کبھی تکلیف تھی ہی نہیں۔[1] ❷ حضرت حبیب بن یساف رضی اللہ عنہ کا بازو ایک غزوہ میں لٹک گیا تو حضور نے اپنا لعابِ دہن لگا کر بازو کو اس کی جگہ پر جوڑ دیا۔[2] ❸ بدر کے دن حضرت رِفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں تیر لگا اور وہ پھوٹ گئی تو حضور نے اس میں اپنا لعابِ مبارک ڈال کر دعا فرمائی جس سے ان کی آنکھ بالکل درست ہو گئی۔[3] ایسا ہی ایک واقعہ حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی پیش آیا کہ جب غزوۂ ذی قرد میں ان کے چہرے پر تیر لگا تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس پر لعابِ دہن لگا دیا۔ پھر اس کے بعد کبھی ان کے چہرے پر کوئی تیر و تلوار لگی نہ کبھی خون نکلا۔[4]

(58)

جس سے کھاری کنویں شیرۂ جاں بنے

اس زُلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **کھاری:** کڑوا۔ **شیرۂ جاں:** جان کو تسکین دینے والا میٹھا شربت۔ **زُلال:** ٹھنڈا اور میٹھا پانی۔

مفہومِ شعر: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے لعابِ دہن کی برکت سے کھاری کنویں میٹھے ہو گئے، اس ٹھنڈے و میٹھے پانی یعنی لعابِ دہن پہ لاکھوں سلام۔

شرح: اعلیٰ حضرت اس شعر میں بھی حُضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے لُعابِ پاک کی تعریف فرما رہے ہیں کہ اس کی برکت سے کنویں کا کھارا پانی میٹھا ہو جاتا۔ جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر میں ایک کنواں تھا جس میں حضور نے اپنا لعابِ دہن ڈالا تو اس کا پانی اتنا میٹھا ہو گیا کہ مدینہ منورہ میں اس سے بڑھ کر کوئی کنواں میٹھا نہ تھا۔[5]

(59)

وہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: کُن: ہو جا۔ کُنجی: چابی۔ نافذ: جاری۔

مفہومِ شعر: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زبانِ مبارک جو کہ کُن کی کُنجی ہے یعنی جو بات حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زبان سے نکلتی ہے ہو کر رہتی ہے۔ کائنات کی ہر ہر چیز آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ آپ کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام۔

شرح: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مقدس زبان کی حکمرانی اور شان کا یہ اعجاز تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے زبان سے جو فرما دیا وہ ایک آن میں معجزہ بن کر عالَمِ وجود میں آگیا۔ جیسا کہ غزوۂ تبوک کے سفر میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سب سے جدا ہو کر چل رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اے ابو ذر! تم تنہا چلو گے، تنہا مرو گے اور تنہا ہی اُٹھائے جاؤ گے۔[6] چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جیسا ارشاد فرمایا تھا ویسا ہی ہو کر رہا۔

اسی طرح ایک شخص نے حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی موجودگی میں اُلٹے ہاتھ سے کھانا کھایا تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: سیدھے ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا: میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ ارشاد فرمایا: تُو کبھی طاقت نہ رکھے۔ (راوی فرماتے ہیں:) اسے (حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا حکم ماننے سے) تکبر نے منع کیا تھا۔ پھر وہ کبھی اپنا سیدھا ہاتھ منہ کی طرف نہ اُٹھا سکا۔[7]

(60)

اس کی پیاری فصاحت پہ بیحد درود

اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: فصاحت: عمدہ کلامی۔ بلاغت: موقع کی مناسبت سے عمدہ ترین گفتگو۔

شرح: آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زبانِ اقدس کی خوش بیانی حدِّ اعجاز کو پہنچی ہوئی تھی اور بڑے بڑے فصحا و بلغا آپ کے کلام کو سُن کر دنگ رہ جاتے تھے۔

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فُصَحا عرب کے بڑے بڑے

کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

احیاء العلوم میں ہے: آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سب سے زیادہ فصیح تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا کلام سب سے زیادہ میٹھا تھا۔[8] خود آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں: اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ میں تمام عرب والوں سے زیادہ فصیح ہوں۔[9]

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی فصاحت، کلام میں جامع الفاظ، منفرد اظہارِ بیان، حیرت انگیز احکامات اور فیصلے اتنے زیادہ ہیں کہ شاید ہی کوئی غور و فکر کرنے والا شخص ان کا اِحاطہ کر سکے، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اَوصاف کا بیان اور ان کے بیان کا زبان کے ساتھ اِظہار ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ اللہ پاک نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے زیادہ فصیح اور شیریں بیان دوسرا پیدا ہی نہیں فرمایا۔ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! نہ تو آپ کہیں باہر تشریف لے گئے اور نہ آپ نے لوگوں کے ساتھ میل جول رکھا، پھر آپ ایسی فصاحت کہاں سے لائے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی لغت جو فنا ہو چکی تھی، اسے حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس لے کر آئے، جسے میں نے یاد کر لیا ہے۔ نیز آپ نے ارشاد فرمایا: میرے رب نے مجھے ادب سکھایا تو میرے ادب کو بہت اچھا کر دیا۔ عربیت کا وہ علم جو عربی زبان اور اس کی فصاحت و بلاغت سے تعلق رکھتا ہے اسے ادب کہتے ہیں۔[10]

قرآن کلامِ باری ہے اور تیری زباں سے جاری ہے

کیا تیری فصاحت پیاری ہے اور تیری بلاغت کیا کہنا

---

1 مسلم، ص1007، حدیث: 6223 2 خصائص کبری، 2/116 3 زاد المعاد، الجزء الثالث، 2/144 4 الاصابۃ، 7/272 5 شرح زرقانی، 5/298 6 مغازی للواقدی، 3/1000 7 مسلم، ص861، حدیث: 5268 8 احیاء العلوم، 2/450 9 الشفا، 1/80 10 مدارج النبوۃ، 1/10

مدنی مذاکرہ

(1) بچیوں کو پَردے کی عادت کب سے ڈالیں؟

سُوال: دینی ماحول سے وابستہ گھرانوں میں بچیاں اپنے طور پر نماز پڑھنے کی کوشش کرتی ہیں، سجدہ کرتی ہیں، دُعا کرتی ہیں، ذِکر و اَذکار کرتی ہیں، بیان کرتی اور نعرے بھی لگاتی ہیں تو کیا اسلامی بہنیں چھوٹی بچیوں کو پَردہ کرنے کی تَرغیب بھی دِلائیں، اِس بارے میں کچھ راہ نمائی فرمادیجئے۔

جواب: بچہ بڑوں کے نقشِ قدم پر چلتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب گھر میں کوئی بڑا نماز پڑھتا ہے تو بچہ برابر میں جاکر کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنے اَنداز میں رُکوع اور سجدے کرتا ہے پھر اُٹھ کر بھاگ جاتا ہے۔ زہے نصیب! بچپن سے ہی دِیگر اچھی عادات کے ساتھ ساتھ بچیوں کو پَردہ کرنا بھی سِکھایا جائے۔ ان کا لباس بھی حیاوالا ہونا چاہیے۔ بعض لوگ چھوٹی بچیوں کو چست چپکا ہوا پاجامہ پہناتے ہیں تو ایسے لباس کے بجائے ڈھیلا ڈھالا سا لباس ہو جس میں رانوں اور پنڈلیوں کی گولائی نظر نہ آئے۔ پھر جب بچی کچھ سمجھدار ہو تو اسے شَرم و حیا کا دَرس دیا جائے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: حدیث شریف میں ہے کہ لڑکیوں کو سُورۂ یوسف کی تفسیر نہ پڑھائی جائے بلکہ سُورۂ نور کی تفسیر پڑھائی جائے کیونکہ سُورۂ یوسف میں عورت کے مَکر کا ذِکر ہے۔[1] زلیخا کو حضرت یوسف علیہ السّلام سے عشق ہو گیا تھا۔ یہ عشق یک طرفہ یعنی صِرف زلیخا کی طرف سے تھا۔ حضرت یوسف علیہ السّلام کا دامن اس سے پاک تھا۔ بعض لوگ معاذ اللہ اپنے جھوٹے سڑے ہوئے عشق کو دُرُست ثابت کرنے کے لیے حضرت یوسف علیہ السّلام پر بھی عشق کا اِلزام لگاتے ہیں تو ان کا ایسا کہنا بالکل غَلَط ہے۔ چونکہ سُورۂ یوسف کی تفسیر میں ایک عورت کے عشق کا واقعہ ہے لہٰذا لڑکیوں کو اِس سورت کی تفسیر پڑھنے سے منع کر دیا گیا کہ کہیں وہ پڑھ کر غَلَط اَثر نہ لے لیں۔

لڑکیوں کے مُعاملے میں ہم کو سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے کیسی اِحتیاط بتائی ہے۔ اِس سے وہ لوگ عِبرت حاصِل کریں جو گھروں میں فلمیں ڈرامے اور گناہوں بھرے چینلز چلاتے ہیں۔ عشقیہ فسقیہ کہانیاں، ڈانس، گانے باجے جب لڑکیاں دیکھیں گی تو ان پر کِس قدر بُرا اَثر پڑے گا۔ ایسے ماحول میں پَرورش پانے والی لڑکیاں جب گھر سے بھاگ جاتی ہیں، سِوِل میرج (یعنی عدالتی شادی) کر لیتی ہیں تو پھر والدین سر پکڑ کر روتے ہیں کہ ہائے یہ کیا ہو گیا؟ ایسی نوبت آنے سے پہلے ہی جتنا ممکن ہو کنٹرول کیا جائے۔ اگر آپ نے اپنے بچوں کو پکا مسلمان، نیک نمازی بنانا ہے، بچیوں کو باحیا بنانا ہے تو پھر ہاتھ جوڑ کر اِلتجا ہے کہ اپنے گھر میں مَدَنی چینل چلائیں۔ صِرف مَدَنی چینل ہی دیکھتے رہیں تب جاکر بچت ہو گی ورنہ باقی چینلز پر تو عورتوں کے طرح طرح کے فیشن ایبل انداز اور فیشن شو کے نام پر دُنیا بھر کے گلے سڑے لباس دِکھاتے ہوں گے۔ ہم تو مدینے والے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے غُلام ہیں، جو ہمارے آقا کو اچھا لگے وہی ہم کو بھی اچھا لگنا چاہیے۔ بہر حال گھروں میں صِرف مَدَنی چینل ہی دِکھائیں اور بچیوں کو سُورۂ نور کی تفسیر پڑھائیں تاکہ بچیوں کو حیا کا دَرس ملے۔ مُفتی خلیل خان صاحب بَرَکاتی رحمۃ اللہ علیہ نے سُورۂ نور کی باقاعدہ تفسیر

لکھی ہے جو **چادر اور چار دیواری** کے نام سے ملتی ہے، نیز مولانا مفتی قاسم صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی بھی تفسیر سورۂ نور مکتبۃ المدینہ نے شائع کی ہے ان کتب کا مطالعہ کیجئے۔[2]

بچوں کے حادثات بڑھنے کی وجہ

سُوال: آجکل والدین بچوں پر کم توجہ دیتے ہیں جس کی وجہ سے کئی بچے حادثات کا شکار ہو جاتے ہیں تو کیا پہلے بھی ایسا ہوتا تھا؟

جواب: جی ہاں! پہلے بھی ایسا ہوتا تھا چنانچہ میرے بچپن یا لڑکپن کا واقعہ ہے کہ ایک بار میں اپنے گھر کی بالکونی میں کھڑا تھا کہ ہمارے گھر کے سامنے والی بلڈنگ کی پہلی منزل کی بالکونی سے ایک بچی گری جو پہلے گھر کے نیچے موجود دُکان کے چھجے سے ٹکرائی اور پھر اُچھل کر زمین پر جا گری مگر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ وہ زندہ بچ گئی۔ یوں غیر محتاط انداز شروع سے ہی چلتے آ رہے ہیں مگر پہلے اتنے اَسباب نہیں تھے، اب اَسباب بڑھ گئے ہیں۔ پہلے ہم نے فریزر کا نام نہیں سُنا تھا پھر فریزر اور اِس طرح کی دِیگر چیزیں آ گئیں، بعض اوقات بچے ان میں بند ہو کر بے چارے ٹھنڈے ہو جاتے ہوں گے یا پھر فریج کے نیچے لگے ہوئے پلگ میں اُنگلی ڈال کر چپک جاتے ہوں گے۔ اِسی طرح پہلے لوہے کی وزن دار اِستری ہوا کرتی تھی جس میں لوگ کوئلے جلاتے اور کوئلوں سے اُسے گرم کر کے کپڑے اِستری کرتے تھے۔ اُس اِستری میں حادثے کا اِمکان نہ ہونے کے برابر تھا مگر پھر الیکٹرونک اِستری آ گئی جس کے سبب حادثات بڑھ گئے تو یوں جتنی تَرقیاں ہو رہی ہیں اِن ترقیوں کے باعث ہلاکتوں میں بھی اِضافہ ہو رہا ہے اور بچے بے چارے فوت ہو رہے ہیں۔ اِسی طرح پہلے گھروں میں سوئمنگ پولوں کا نہیں سُنا تھا لیکن اب گھروں میں بھی سوئمنگ پول ہوتے ہیں جن میں بچے ڈوب جاتے ہیں۔ جب بالٹی میں ڈوب کر بچے فوت ہو سکتے ہیں تو پھر سوئمنگ پول میں بدرجۂ اولیٰ ڈوب کر بھی فوت ہو سکتے ہیں بلکہ بالٹی میں گر کر ڈوبنے کے چانس کم ہوتے ہیں جبکہ سوئمنگ پول میں ڈوبنے کے چانس زیادہ ہیں۔[3]

بچوں کو حادثات سے کِس طرح بچایا جائے؟

سُوال: بچوں کو حادثات سے کِس طرح بچایا جائے؟

جواب: بچوں کو حادثات سے بچانے کے لیے انہیں سمجھایا جائے کہ روڈ پر بھاگنا نہیں ہے بلکہ روڈ پار کروانے کے لیے کوئی نہ کوئی بڑا بچوں کے ساتھ ضَرور ہو۔ اگر والدین بچوں کو روڈ پار کرنے سے ڈراتے رہیں گے اور وقتاً فوقتاً سمجھاتے رہیں گے تو بچے حادثات کا شکار ہونے سے بچ جائیں گے۔ جب ہمارا گھر گئو گلی اولڈ سٹی ایریا (کراچی) میں تھا تو ہمارے گھر سے روڈ پار کر کے ککری گراؤنڈ تھا جہاں پہلے دعوتِ اِسلامی کا سُنّتوں بھرا اِجتماع ہوا کرتا تھا، میری والِدہ مجھے ککری گراؤنڈ جانے اور روڈ پار کرنے سے منع کرتی تھیں جس کی وجہ سے میں روڈ پار کر کے ککری گراؤنڈ جانے سے ڈرتا تھا کہ والِدہ نے منع کیا ہے لہٰذا اگر والِدین بچوں کو اِس طرح سمجھاتے اور ڈراتے رہیں گے تو ان شاءَ اللہ ضَرور اِس کا فائدہ ہو گا۔[4]

سڑک پار کرنے کا طریقہ

سُوال: سڑک کس طرح پار کرنی چاہیے؟

جواب: ہم نے بچپن سے سُنا ہے کہ سڑک پار کرتے وقت بھاگنا نہیں چاہیے۔ جب بھی روڈ پار کرنا ہو تو پہلے روڈ کے کنارے کھڑے ہو کر دونوں طرف دیکھ لیں کہ کوئی گاڑی وغیرہ تو نہیں آ رہی اور پھر روڈ پار کریں۔ بسا اوقات گاڑی دُور ہوتی ہے جس کے سبب بندہ سمجھتا ہے کہ میں گزر جاؤں گا لیکن جب وہ گزرنے لگتا ہے تو پتھر وغیرہ کے آنے، پاؤں پھسل جانے یا ہوائی چپل کی پٹی نکل جانے کے سبب روڈ میں رُکنا پڑ جاتا ہے اور یوں گاڑی اوپر چڑھ جاتی ہے۔[5]

---

1 فتاویٰ رضویہ، 24/455 ماخوذاً 2 ملفوظات امیر اہل سنت، 1/319
3 ملفوظات امیر اہل سنت، 1/281 4 ملفوظات امیر اہل سنت، 1/282
5 ملفوظات امیر اہل سنت، 1/282

میں توبہ کرنا چاہتی ہوں!

اُمِّ میلاد عطّاریہ*

دینِ اسلام کی بے پناہ خوبیوں میں سے ایک بہت عظیم خوبی اور حُسن یہ بھی ہے کہ یہ اپنے ماننے والوں کو مایوس نہیں ہونے دیتا۔ اپنے خالق و مالک کی نافرمانی اور گناہ انسان کو مایوسی کی طرف لے جاتے ہیں لیکن دینِ اسلام میں توبہ اور رُجُوع اِلَی اللہ کا بہت ہی پیارا تصور ہے جو انسان کو اپنے خالق و مالک سے دور نہیں جانے دیتا۔

قراٰنِ کریم کی کئی آیات اور احادیثِ کریمہ میں توبہ کا حکم موجود ہے۔ نیز توبہ کرنے والوں کی توبہ کو اللہ پاک نہ صرف قبول فرماتا ہے، بلکہ انہیں پسند بھی فرماتا ہے، ارشادِ الٰہی ہے: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ ﴾ ترجمۂ کنز العرفان: بیشک اللہ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔[1]

نیز حدیثِ نبوی میں انہیں بہترین لوگ قرار دیا گیا ہے، چنانچہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: سارے انسان خطا کار ہیں اور خطا کاروں میں سے بہتر وہ ہیں جو توبہ کرلیتے ہیں۔[2]

پیاری اسلامی بہنو! رجب المرجب کا مقدس مہینا آگیا ہے جو کہ بہت ہی بابرکت مہینا ہے اور حُرمت (یعنی عزت) والے اُن چار مہینوں میں سے ایک ہے جن کی عظمت و شان قراٰن و حدیث میں بیان کی گئی ہے جیسا کہ سورۂ توبہ میں ہے: ﴿ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌؕ ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان و زمین بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔[3]

ایک روایت میں ہے کہ رَجَب کے مہینے میں اِستغفار کی کثرت کرو، بے شک اِس کے ہر ہر لمحے میں اللہ کریم کئی کئی اَفراد کو آگ سے نجات عطا فرماتا ہے۔[4]

محترم اسلامی بہنو! جو وقت گزر گیا، گزر گیا۔ اب وہ پلٹ کر تو آنے سے رہا، لہٰذا جو سانسیں چل رہی ہیں انہیں غنیمت جانتے ہوئے گناہوں سے سچی توبہ کریں اور نیکیوں میں لگ جائیں۔ یہ ہرگز نہ سوچیں کہ ہم تو گناہگار ہیں! توبہ کیسے کریں؟ ہم نیکیاں کیسے کریں؟ اللہ کریم توبہ قبول کرنے والا ہے بس ہمیں توبہ کے تقاضے پورے کرنے ہیں چنانچہ جو نمازیں قضا ہوئیں ان کو ادا کریں یا جن جن کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ہوئی، ان کی معافی مانگ کر انہیں راضی کریں اور ان کی تلافی ہوسکتی ہو تو ان کی تلافی کریں۔

نہ صرف خود توبہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی توبہ کی ترغیب دلائیں، جو اسلامی بہن گناہوں سے کنارہ اور توبہ کا راستہ اختیار کر رہی ہے، اس کی حوصلہ افزائی کریں۔ بعض خواتین ایسے موقع پر اس کے حوصلے مزید پست کر دیتی ہیں اور اس سے عجیب و غریب باتیں کہتی ہیں مثلاً "بس بس رہنے دو، ہمیں معلوم ہے تم کتنی نیک ہو!" وغیرہ۔ افسوس ایسی خواتین پر کہ خود تو دین سے دُور ہیں ہی ساتھ میں ان خواتین کی بھی حوصلہ شکنی کر رہی ہیں کہ جو نیکی اور توبہ کے راستے پر چلنے کے لئے پُر عزم ہیں۔ اپنی اصلاح کی کوشش میں مصروف اسلامی بہنوں کو چاہئے کہ ایسی خواتین کی باتوں پر ہرگز کان نہ دھریں۔ اللہ پاک مسلمان خواتین کو سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

❶ پ2، البقرۃ: 222 ❷ ابن ماجہ، 4/491، حدیث: 4251 ❸ پ10، التوبۃ: 36
❹ فردوس الاخبار، 1/56، حدیث: 215۔

نومولود بچوں کی پرورش

5 سوکھا

سوکھے کی بیماری بڑوں کو کم اور بچوں کو زیادہ ہوتی ہے۔ اس میں مبتلا بچّوں کی ہڈیوں کی نشو و نُما متاثر ہوتی ہے۔ عموماً یہ بیماری پیدائشی نہیں ہوتی بلکہ زیادہ تر 6 ماہ سے 3 سال کی عمر کے بچّے اس میں مبتلا ہوتے ہیں، کیونکہ اس عمر میں ان کی ہڈیوں کی نشوونما جلدی ہوتی ہے۔ اس عمر میں جسم کو زیادہ مقدار میں کیلشیم اور فاسفیٹ کی ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ بڑھتی ہوئی ہڈیوں کو کیلشیم، وٹامن ڈی اور اچھی غذا مناسب مقدار میں پہنچائی جائے، کیونکہ اگر جسم کو ایک عمارت تصور کریں تو کیلشیم اس میں اینٹوں کی حیثیت رکھتا ہے اور وٹامن ڈی سیمنٹ کے طور پر کام کرتا ہے، جبکہ ہڈیاں بینک کا کام کرتی ہیں۔ چنانچہ جسم میں جتنا بھی کیلشیم پہنچتا ہے وہ بینک یعنی ہڈیوں میں جمع ہوتا ہے اس لئے اگر کیلشیم کا استعمال کم ہوگا تو ہڈی بینک خالی ہو جائے گا۔ اگر کوئی بچہ سوکھے پن کا شکار ہو جائے تو بروقت ڈاکٹر سے رجوع کیجیے اور اس کے علاج پر فوری توجہ دیجیے کہ اس حالت میں بچوں کی قوتِ مدافعت کم ہو جاتی ہے اور انہیں زیادہ کیئر کی ضرورت ہوتی ہے۔ نیز اس موضوع پر مزید مفید معلومات جاننے کے لئے ماہنامہ فیضانِ مدینہ جولائی 2021 کا شمارہ ملاحظہ فرمائیے۔

6 مرگی (Epilepsy)

دماغ میں برقی کرنٹ موجود ہوتا ہے، جس کے ذریعے دماغ کا ایک حصہ دوسرے حصے سے منسلک رہ کر اپنا کام انجام دیتا ہے۔ بعض انسانوں کے دماغ میں کسی خاص وجہ سے دماغی کرنٹ کی پیداوار کا نظام وقفے وقفے سے بگڑ جاتا ہے اور اس کا نتیجہ مرگی کے دورے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ کیفیت دو سے تین منٹ تک رہتی ہے۔ مختلف انسانوں پر یہ دورے مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں۔ یہ اس بات پر منحصر ہے کہ بیماری دماغ کے کس حصے میں واقع ہے۔

علامات: اگر آپ کا نوزائیدہ بچہ تھوڑی دیر کے لئے آنکھ نہیں جھپکتا یا مسلسل اوپر یا کسی خاص سمت میں دیکھتا رہتا ہے تو ایسے بچے کا 10 سے 15 منٹ کے لئے یوں گم صم ہونا یا خاموش ہو جانا مرگی کی علامت ہو سکتا ہے، اسی طرح اگر اسے جھٹکے سے لگتے محسوس ہوں اور اس کے منہ سے جھاگ نکلنے لگے اور وہ بے ہوش ہو جائے تو یہ بھی مرگی کا مرض ہو سکتا ہے۔ چنانچہ جب مرض کی تشخیص ہو فوری طور پر کسی ماہر معالج سے رابطہ کیجیے، یہ معالج طبی بھی ہو سکتا ہے اور روحانی بھی۔

وجوہات: مرگی کے مرض کی ڈاکٹرز نے چند وجوہات یہ بیان کی ہیں: ☆ بچے کا پیدائش کے فوراً بعد نہ رونا ☆ گردن توڑ بخار ☆ پیدائش کے وقت آکسیجن کی شدید کمی ☆ دماغی خرابی ☆ دماغی چوٹیں ☆ وٹامن کی کمی ☆ دماغ یا دماغ کی جھلی میں انفیکشن ☆ خون میں گلوکوز، کیلشیم یا میگنیشیم کی کمی یا سوڈیم کی مقدار میں کمی بیشی ☆ پیدائش کے دوران چوٹ ☆ خون کے

جمنے کی صلاحیت میں کمی یا وقت سے پہلے پیدا ہونے کی وجہ سے دماغ کے اندر خون جم جانا☆ماں کا دورانِ حمل دماغی امراض کی ادویات اور نشہ آور اشیا استعمال کرنا۔ جبکہ روحانی طور پر مرگی کا ایک سبب یہ بھی بیان ہوا ہے کہ یہ مرض ایک خبیث جن کی وجہ سے ہوتا ہے، لہٰذا بچہ پیدا ہونے کے بعد جو اَذان میں دیر کی جاتی ہے، اس سے اکثر یہ مرض ہو جاتا ہے۔ اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد پہلا کام یہ کیا جائے کہ نہلا کر اذان و اِقامت بچہ کے کان میں کہہ دی جائے تو اِن شآءَ اللہ عمر بھر محفوظ رہے۔[1] (مرگی سے متعلق مزید مفید باتیں جاننے کے لئے اسی ماہنامے کے صفحہ 07 تا 09 کو ملاحظہ فرمایئے)

7 تیزابیت

بعض اوقات نومولود بچوں کو تیزابیت کا مرض ہو جاتا ہے۔ اگر بچہ ماں کا دودھ پیتا ہو تو اس کی بنیادی وجہ ماؤں کا گنجائش سے زیادہ کھانا، بے وقت کھانا، زیادہ مصالحہ والا کھانا کھانا اور مخصوص ادویات وغیرہ استعمال کرنا ہو سکتا ہے۔

علامات:☆بد ہضمی ہونا☆معدے میں جلن ہونا☆قے ہونا ☆منہ کا ذائقہ تلخ ہونا وغیرہ۔

علاج: ماؤں کو چاہیے کہ وہ زیادہ مصالحہ جات والے کھانوں سے پرہیز کریں۔ پودینے کا پانی (Mint ست پودینہ) پینے سے تیزابیت ختم ہوتی ہے۔ طبیعت زیادہ خراب ہونے کی صورت میں ڈاکٹر سے رجوع کیجیے۔

8 بچوں کا دودھ پھینکنا

بعض بچے دودھ پینے کے بعد تھوڑا سا دودھ پھینک دیتے ہیں جو غیر معمولی بات نہیں۔ اگر بچہ دودھ مناسب مقدار میں پی رہا ہے اور اس کا وزن بھی ٹھیک ہے تو اس بات کو نظر انداز کر دیجیے۔ بعض بچے زیادہ دودھ پھینکتے ہیں جس کی وجہ ان کے معدے کا ناپختہ ہونا ہو سکتا ہے۔ بچے کے معدے کی صورتِ حال جانچنے کے لیے ریڈ فلیگز (red flags) کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ بچے کے لئے خطرناک علامات میں اس کا وزن کم ہونا، پیچش، بخار، بار بار قے کرنا، خون آلود یا سبز رنگ کی قے شامل ہیں۔ یہ علامات کسی دوسری بیماری کا سبب ہو سکتی ہیں یا ان کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہیں۔ اس لئے درست تشخیص کے بعد فوری علاج بہت ضروری ہے۔

9 ارتھمیا

یہ دل کی ایک بیماری ہے جو پیدائشی طور پر بچے میں موجود ہوتی ہے۔

علامات: دل کی دھڑکن غیر معمولی طور پر تیز یا سست ہو جانا☆سانس لینے میں دشواری ہونا، غیر معمولی پسینہ آنا۔

وجوہات:☆پانی کی کمی، الیکٹرولائٹ کا عدم توازن، سوزش، جینیاتی مسائل اور ادویات کے استعمال کا منفی اثر ہونا۔

علاج: ارتھمیا والے بچے کی تھوڑی اور لمبی مدت کی دیکھ بھال کے لیے اس کو کئی طرح کے علاج کی ضرورت پڑ سکتی ہے، جن میں ادویات، آلات اور سرجری وغیرہ شامل ہیں۔

10 نمونیا (Pneumonia)

نمونیا ایک یا دونوں پھیپھڑوں میں بیکٹیریا، وائرس یا فنجائی کی وجہ سے ہونے والا انفیکشن ہے۔ انفیکشن پھیپھڑوں کی ہوا کی تھیلیوں میں سوزش کا باعث بنتا ہے، جسے الیوولی کہتے ہیں۔ نمونیا عام طور پر 5 سال یا اس سے کم عمر کے بچوں میں زیادہ عام ہے۔

علامات: نزلہ زکام، کھانسی کے ساتھ بلغم آنا، سانس لینے میں دُشواری، تیز بخار، سینے اور پیٹ میں درد، زیادہ پسینے آنا، جِلد کی رنگت کا نیلا پڑ جانا۔

وجوہات: پھیپھڑوں اور سانس کی نالی میں انفیکشن، سردی لگ جانا، کھانسی، گیلے کپڑے دیر تک پہننا، دیر تک سرد ہوا میں رہنا، خسرہ، چیچک، انفلوئنزا اور گردوں میں سوزِش۔

علاج:☆حفاظتی ٹیکہ لگوانا☆ماں کا دودھ پلانا☆دھویں والی جگہوں سے دور رکھنا☆بچوں کے ماہر ڈاکٹر سے علاج کروانا۔

---

1 شعب الایمان، 6/390، حدیث: 8619 ماخوذاً

ازواجِ مصطفےٰ

الحمدللہ ماہنامہ خواتین (ویب ایڈیشن) کے دسمبر 2021 تا دسمبر 2022 تک کے 13 شماروں میں ان 13 انبیائے کرام کی مقدّس ازواج کی سیرتِ مبارکہ کے چند حسین گوشوں کا ذکر کیا گیا کہ جن کا تذکرہ تاریخ کی کتب میں مستند حوالوں سے ملتا ہے، ان شاء اللہ اب تاجدارِ رسالت صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مقدّس ازواج یعنی امہات المومنین کی سیرت کے اہم گوشوں کا ذکرِ خیر کیا جائے گا۔ لٰہذا یاد رہے! 11 صحابیات کے بارے میں سب کا اِتفاق ہے کہ انہوں نے پیارے آقا صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زَوجہ ہونے کا شرف حاصل کیا۔ ان میں سے 6 قبیلۂ قریش، 4 دیگر عرب قبائل سے اور ایک غیرِ عرب سے تھیں۔ ان کے مبارک نام یہ ہیں:

(1) حضرت خدیجہ بنتِ خُویلد رضی اللہ عنہا
(2) حضرت عائشہ بنتِ ابی بکر رضی اللہ عنہا
(3) حضرت حفصہ بنتِ عمر رضی اللہ عنہا
(4) حضرت اُمِّ حبیبہ بنتِ ابی سفیان رضی اللہ عنہا
(5) حضرت اُمِّ سَلَمَہ بنتِ ابی اُمیّہ رضی اللہ عنہا
(6) حضرت سودہ بنتِ زَمعہ رضی اللہ عنہا
(7) حضرت زَینب بنتِ جَحْش رضی اللہ عنہا
(8) حضرت مَیْمُوْنَہ رضی اللہ عنہا
(9) اُمُّ المساکین حضرت زَینب بنتِ خُزَیْمہ رضی اللہ عنہا
(10) حضرت جُوَیْرِیَہ رضی اللہ عنہا
(11) حضرت صَفِیَّہ رضی اللہ عنہا

ان میں سے 2 اُمَّہاتُ المؤمنین حضرت خدیجہ اور حضرت زینب بنتِ خُزیمہ رضی اللہُ عنہما تو پیارے آقا صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں ہی وفات پاگئی تھیں۔ جبکہ بقیہ 9 نے آپ کے بعد وصال فرمایا۔ اس بات میں بھی کسی مؤرِّخ کا اختلاف نہیں ہے کہ سب سے پہلے حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا سے نکاح فرمایا اور جب تک وہ زندہ رہیں آپ نے کسی دوسری عورت سے عقد نہیں فرمایا۔[1]

حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مبارک نسبت کی وجہ سے ازواجِ مطہرات کا بھی بہت ہی بلند مرتبہ ہے۔ ان کی شان میں قرآنِ کریم کی بہت سی آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں جن میں ان کی عظمتوں کا تذکرہ ہے۔ ذیل میں چند آیات کے تراجم مع مختصر تفاسیر پیشِ خدمت ہیں:

(1) یہ نبی مسلمانوں کے ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہیں اور ان کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔ (پ21، الاحزاب:6) یعنی حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو مومنوں کی مائیں فرمایا گیا، لٰہذا اُمَّہاتُ المومنین نکاح کے حرام ہونے اور تعظیم کی حق دار ہونے میں سگی ماؤں کی طرح ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے احکام جیسے ان کی طرف دیکھنا، ان کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا اور وراثت وغیرہ میں اجنبی عورتوں کے حکم میں ہیں (یعنی ان سے پردہ بھی کیا جائے گا اور عام مسلمانوں کی وراثت میں وہ بطورِ ماں شریک نہ ہوں گی) نیز اُمَّہاتُ المومنین کی بیٹیوں کو مومنین کی بہنیں اور ان کے بھائیوں اور بہنوں کو مومنین کے ماموں،

خالہ نہ کہا جائے گا۔[2] یہ حکم حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ان تمام ازواجِ مطہرات کے لئے ہے جن سے حضور نے نکاح فرمایا، چاہے حضور سے پہلے ان کا انتقال ہوا ہو یا حضور کے بعد انہوں نے وفات پائی ہو۔ یہ سب کی سب اُمّت کی مائیں ہیں اور ہر اُمّتی کے لئے اس کی حقیقی ماں سے بڑھ کر لائقِ تعظیم و واجبُ الاحترام ہیں۔[3]

(2) اے نبی! اپنی بیویوں سے فرمادو: اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ تاکہ میں تمہیں مال دُوں اور تمہیں اچھی طرح چھوڑ دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بیشک اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کیلئے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔ (پ22، الاحزاب:29)

(3) اے نبی کی بیویو! جو تم میں حیا کے خلاف کوئی کھلی جرأت کرے تو اسے دوسروں کے مقابلے میں دُگنا عذاب دیا جائے گا اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔ (پ22، الاحزاب:30)

(4) اور جو تم میں اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبردار رہے اور اچھے عمل کرے تو ہم اسے دوسروں سے دُگنا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کیلئے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔ (پ22، الاحزاب:31)

(5) اے نبی کی بیویو! تم اور عورتوں جیسی نہیں ہو۔ اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو تو بات کرنے میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا مریض آدمی کچھ لالچ کرے اور تم اچھی بات کہو۔ (پ22، الاحزاب:32)

(6) اے نبی کے گھر والو! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کرکے خوب صاف ستھرا کردے۔ (پ22، الاحزاب:33) مفتی سید محمد نعیمُ الدین مُراد آبادی رحمۃُ اللہِ علیہ نے اپنی کتاب "سوانحِ کربلا" میں یہ آیت لکھ کر اہلِ بیت رضی اللہُ عنہم کے مِصداق کے بارے میں مفسرین کے اَقوال اور اَحادیث نقل فرمائیں۔ اس کے بعد فرماتے ہیں: خلاصہ یہ کہ دولت سرائے اقدس کے سکونت رکھنے والے اس آیت میں داخل ہیں (یعنی ازواجِ مطہرات) کیونکہ وہی اس کے مُخاطَب ہیں (اور) چونکہ اہلِ بیتِ نسب (نسبی تعلق والوں) کا مراد ہونا مخفی تھا، اس لئے سَرورِ عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے اس فعلِ مبارک (جس میں پنجتن پاک کو چادر میں لے کر ان کے لئے دعا فرمائی) سے بیان فرمادیا کہ مراد اہلِ بیت سے عام ہیں۔ خواہ بیتِ مسکن کے اہل ہوں جیسے کہ اَزواج یا بیتِ نسب کے اہل (جیسے کہ) بنی ہاشم و مُطّلب۔[4]

(7) اور اللہ کی آیات اور حکمت یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں۔ بیشک اللہ ہر باریکی کو جاننے والا، خبر دار ہے۔ (پ22، الاحزاب:34)

(8) ان کے بعد (مزید) عورتیں تمہارے لئے حلال نہیں اور نہ یہ کہ ان کی جگہ اور بیویاں بدل لو اگرچہ تمہیں ان کا حسن پسند آئے مگر تمہاری کنیزیں جو تمہاری ملکیت میں ہوں اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔ (پ22، الاحزاب:52)

تفسیر: حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہُ عنہما سے مَروی ہے کہ آخر میں حضور انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کیلئے حلال کر دیا گیا تھا کہ جتنی عورتوں سے چاہیں نکاح فرمائیں، اس صورت میں یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ یہ آیت اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ (پ22، الاحزاب:50) ہے۔[5]

اُمّہاتُ المومنین کی پاکیزہ سیرت سے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی ان کتب کا مطالعہ کیجئے: (1) سیرتِ مصطفےٰ (2) جنتی زیور (3) فیضانِ اُمّہاتُ المومنین (4) فیضانِ خدیجۃُ الکبریٰ (5) فیضانِ عائشہ صِدّیقہ اور (6) ماہنامہ فیضانِ مدینہ

جن کے پاکیزہ تر سارے طور و طریق | وہ نساءِ نبی طیبات و خلیق
اہلِ اسلام کی مادرانِ شفیق | جو بہر حال نورِ خدا کی رفیق
بانُوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام[6]

---

1 المواھب اللدنیۃ، 1/401-402 2 تفسیر روح المعانی، 21/202 3 زرقانی علی المواھب، 4/356 4 الصواعق المحرقۃ، ص144 ملخصاً 5 تفسیر نسفی، ص948 6 شرحِ سلامِ رضا، ص1057

ویلنٹائن ڈے کی خرافات

(الحمد للہ ماہنامہ خواتین میں نئی رائٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے معلمات و تنظیمی ذمہ داران کے جاری تحریری مقابلے میں یہ سلسلہ شروع کیا گیا، تاکہ ان میں سے بہتر مضامین کو الگ سے شامل کیا جاسکے، چنانچہ اس عنوان پر 3 مضامین موصول ہوئے، زیرِ نظر دو مضمون اسی سلسلے کی کڑی ہیں۔)

ویلنٹائن ڈے کی خرافات کے خاتمے میں خواتین کا کردار

اُمِّ حبیبہ مدنیہ (معلمہ گلبہار، سیالکوٹ)

ہر سال 14 فروری کو دنیا کے مختلف حصوں بالخصوص مغربی ممالک میں **ویلنٹائن ڈے** منایا جاتا ہے۔ اس دن ناجائز محبت کرنے والوں کے درمیان مٹھائیوں، پھولوں اور ہر طرح کے تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے۔ اعداد و شمار کے مطابق ہر سال اس دن مبارک باد کے 15 کروڑ کے قریب کارڈز کا تبادلہ ہوتا ہے۔ کارڈز بھیجنے کے حوالے سے کرسمس کے بعد یہ دوسرا بڑا موقع ہے۔ اللہ! اللہ! کیسا بھیانک دن منایا جاتا ہے کہ بے حیائی کو فروغ دیا جارہا ہوتا ہے۔ افسوس! ہمارے معاشرے میں مسلمانوں کی بڑی تعداد بھی اس دن کو مناتی ہے۔

گلاب نہیں حجاب دیجیے نہ آخرت اپنی خراب کیجیے: یہ تو بات تھی لڑکا اور لڑکی کے بے حیائی کے دن کو منانے کی۔ لیکن فتنوں کا ایسا زمانہ آچکا کہ اب طلبہ وطالبات کو بھی شیطان نے اپنی چال میں پھنسا لیا ہے اور بے حیائی کی ایک قسم سامنے آرہی ہے، وہ کہ پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ مرد و عورت کے ناجائز تعلقات قائم ہوتے تھے۔ لیکن اب فی زمانہ ایسا ہو چکا ہے کہ شیطان نے ہم جنس پرستی بھی شروع کروادی ہے۔ قومِ لوط اسی گناہ کی وجہ سے تباہ ہوئی تھی۔ شیطان کے ہتھیار ایسے خطرناک ہیں کہ وہ اچھی نیتیں دل میں داخل کرواتا ہے کہ فلاں نیک ہے، پھر اس کی ایسی محبت دل میں ڈالتا ہے کہ دو مرد یا دو عورتیں ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ الامان و الحفیظ۔ یاد رکھیے! جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: محتاط سدا سکھی رہتا ہے۔ لہٰذا عورتیں اس معاملے میں محتاط رہیں۔ اگر ویلنٹائن ڈے کے موقع پر ہم جنس کی محبت کا فروغ ہو تو اس کو بھی اپنی طاقت کے مطابق روکنا چاہیے اور وقت کی پابندی کی مناسبت سے اگر کچھ کرنا ہی ہے تو ویل ان ٹائم ڈے (Well, in Time Day) منالیں شاید اس قوم کا کچھ بھلا ہو جائے۔

ہماری خواتین اس بے حیائی کے دن کو فروغ ملنے سے روک سکتی ہیں۔ وہ یوں کہ نامحرموں سے پردہ کریں، ان سے میل ملاپ نہ رکھیں تو یہ بے حیائی کم ہو سکتی ہے۔ شیطان لعین مسلمان خواتین کو غلط کاموں کی طرف لانا چاہتا ہے، لہٰذا انہیں چاہیے کہ خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور صحابیات و صالحات کی سیرت کا خود بھی مطالعہ کریں اور اپنے گھر کے محارم اور بچوں کو بھی حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور صحابہ کرام کی شرم و حیا کے واقعات سنائیں؛ مثلاً آقا کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اتنے باحیا تھے کہ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیا فرمانے والے تھے۔[1] جب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور

بزرگوں کی سیرت کا مطالعہ ہو گا تو اس طرح گھر گھر میں دینی ماحول کی فضا قائم ہو گی اور ان شاء اللہ ویلنٹائن ڈے کی خرافات دم توڑ دیں گی۔ اللہ پاک ہمیں اس بے حیائی کو دور کرنے کی توفیق عطا فرما کر ہم سب کے حال پر رحم فرمائے، عافیت نصیب فرمائے اور بزرگوں کے صدقے باحیا بنائے۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

ویلنٹائن ڈے کی خرافات کے خاتمے میں خواتین کا کردار

بنتِ خالد محمود مدنیہ (معلمہ کنگ سہالی، F.A گجرات)

اس دن کو کافروں کی طرح بے حیائی کے ساتھ منانے والے بہت سے مسلمان بھی اللہ پاک اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے عطا کیے ہوئے پاکیزہ احکامات کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے کھلم کھلا گناہوں کا ارتکاب کر کے نہ صرف یہ کہ اپنے نامۂ اعمال کی سیاہی میں اضافہ کرتے ہیں، بلکہ مسلم معاشرے کی پاکیزگی کو بھی ان بے ہودگیوں سے ناپاک و آلودہ کرتے ہیں۔ بد نگاہی، بے پردگی، فحاشی و عریانی، اجنبی لڑکے لڑکیوں کا میل ملاپ، ہنسی مذاق، ناجائز تعلق کو مضبوط رکھنے کیلئے تحائف کا تبادلہ اور گناہوں میں پڑنے والے کام جن کے ناجائز و حرام ہونے میں مسلمانوں کو ذرہ بھر بھی شبہ نہیں ہو سکتا؛ حالانکہ ان کی حُرمت ومذمّت آیاتِ طیبات اور حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے واضح ارشادات سے ثابت ہے۔

بد نگاہی سے بچنے اور اپنی پارسائی کی حفاظت کا حکم: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ (پ18، النور:31) ترجمہ کنزالعرفان: اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں۔

چار دیواری میں رہنے کا حکم: وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ (پ22، الاحزاب: 33) ترجمہ کنزالعرفان: اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔

بے پردگی سے بچنے کا حکم: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ؕ (پ22، الاحزاب:59) ترجمہ کنزالعرفان: اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے اوپر ڈالے رکھیں، یہ اس سے زیادہ نزدیک ہے کہ وہ پہچانی جائیں تو انہیں ستایا نہ جائے۔

بدکاری و بے حیائی سے بچنے کا حکم: وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِیْلًا (۳۲) (پ15، بنی اسرآءیل:32) ترجمہ کنزالعرفان: اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بُرا راستہ ہے۔ یعنی بدکاری کی طرف لے جانے والے اُمور مثلاً چھونے، بوسہ لینے اور ان جیسے دیگر کاموں سے بھی بچو۔[2]

سو باتوں کی ایک بات، اگر ہم چار دیواری میں ہی رہیں اور انتہائی مجبوری کے سوا گھر سے باہر نہ نکلیں تو مذکورہ تمام باتوں پر عمل ہو جائے گا۔ نیز ترغیب کے لئے اُمُّ المومنین حضرت سَودہ رضی اللہ عنہا کا یہ عمل ہی ہمارے لئے کافی ہونا چاہئے کہ فرض حج کی ادائیگی کے بعد جب ان سے نفلی حج و عمرہ کے لئے عرض کی گئی تو فرمایا: میں حج و عمرہ کر چکی ہوں۔ میرے ربِّ کریم نے مجھے گھر میں رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ خدا کی قسم! اب میں مرتے دم تک گھر سے نہ نکلوں گی۔ راوی فرماتے ہیں: خدا کی قسم! آپ اپنے گھر کے دروازے سے بھی باہر نہ نکلیں حتی کہ آپ کا جنازہ ہی باہر آیا۔[3]

ویلنٹائن ڈے کی خرافات میں شریک ایک تعداد نوجوان لڑکیوں کی ہوتی ہے، جو علمِ دین سے محرومی، خوفِ خدا کی کمی اور گناہوں کی پہچان نہ ہونے کی وجہ سے درست، غلط کی پہچان نہیں کر پاتیں اور بے پردہ و بلا وجہ گھروں سے نکلتی ہیں۔ ان کو سمجھایا اور آگاہ کیا جائے کہ اللہ پاک نے عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم دیا ہے، بد نگاہی حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ تو امید ہے اللہ پاک ان کو ہدایت عطا فرمائے گا۔ نیز انہیں چاہئے کہ علمِ دین سیکھنے اور خود کو نیک بنانے کیلئے علمِ دین سکھانے والے ذرائع مثلاً مدنی چینل، ہفتہ وار اجتماع وغیرہ کو اختیار کریں، گناہوں کے متعلق علم حاصل کریں کہ فلاں عمل گناہ ہے یا نہیں۔ کیونکہ جن گناہوں سے لاعلمی ہو گی اُن سے کیسے بچ سکیں گی! گناہوں کو کرنے کے لئے نہیں، بلکہ ان سے بچنے کے لئے اُن کا علم سیکھنا چاہئے۔

---

1 بخاری، 4/131، حدیث:6119 2 تفسیر نسفی، ص622 3 تفسیر دُرِّ منثور، 6/599

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

کیا سوتیلی ماں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ کیا سوتیلی ماں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے جبکہ وہ شرعی فقیر ہو اور سیدہ یا ہاشمیہ بھی نہ ہو؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

سوتیلی ماں، جو سیدہ یا ہاشمیہ نہ ہو اور شرعی فقیر بھی ہو تو اسے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

یاد رہے کہ شرعی فقیر وہ ہے جس کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کے برابر تو ہو مگر اس کی ضروریاتِ زندگی میں گھرا ہوا ہو یا اتنا مقروض ہو کہ قرضہ نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتبہ

مفتی فضیل رضا عطّاری

عدت میں سیاہی مائل خضاب استعمال کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا عورت عدتِ وفات میں ڈارک براؤن کلر جو سیاہ محسوس ہو، لگا سکتی ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

سیاہ خضاب، جہاد کے علاوہ مطلقاً، ناجائز و حرام ہے اور سیاہ کے تمام افراد سیاہی میں برابر نہیں ہوتے، کچھ میں سیاہی کا وصف شدید ہوتا ہے جس کی وجہ سے ان میں کسی دوسرے کلر کا شبہہ تک نہیں ہوتا، جبکہ بعض سیاہ کلر دوسرے کلر کی طرف مائل ہوتے ہیں جیسا کہ مہندی میں نیل کے پتے زیادہ مقدار میں شامل کرکے خضاب کیا جائے تو بال سیاہ ہو جاتے ہیں مگر اس کی سیاہی، نیلے کلر کی طرف مائل ہوتی ہے۔ یہ بھی سیاہ کلر ہے اور اس کا لگانا بھی حرام ہے۔ اس تفصیل کے مطابق ڈارک براؤن کلر، جس کو لگانے سے بال سیاہ معلوم ہوتے ہوں وہ بھی سیاہ کے حکم میں ہے اور اس کا لگانا بھی ناجائز و حرام ہے، صرف نام براؤن ہونے سے وہ جائز نہیں ہو جائے گا۔ پھر یہاں تو عدت میں لگانے کا سوال کیا جا رہا ہے، یہ اور زیادہ شنیع و قبیح ہے کہ عدت وفات اور طلاق بائن و مغلظہ کی عدت میں عورت کو بناؤ سنگار ناجائز و ممنوع ہے، اور خضاب بھی بناؤ سنگار کی قبیل سے ہے، یہ چاہے کالے کے علاوہ کسی اور کلر کا ہو، عدت میں ممنوع و ناجائز ہے، چہ جائیکہ کہ کالا کلر وہ اور زیادہ شنیع و ممنوع ہے، لہٰذا عدت و غیر عدت میں سیاہ کلر لگانے سے بچنا ضروری ہے۔

یاد رہے یہاں عدت کی وجہ سے سیاہ کے علاوہ دیگر کلر بھی ممنوع قرار دیئے گئے، ورنہ سیاہ کے علاوہ دوسرے کلر کا خضاب لگانے کی مردوں کو مطلقاً اور عورتوں کو عدت کے علاوہ اجازت ہے، اس میں حرج نہیں اور یہ بھی دو طرح کے ہوتے ہیں، بعض وہ کلر کہ جن میں سیاہی کا شبہہ تک نہیں ہوتا اور بعض وہ ہوتے ہیں کہ جو سیاہی کی طرف مائل ہوتے ہیں جیسا کہ علماء نے مہندی میں کتم (یہ ایک مخصوص جڑی بوٹی کا نام ہے) کے پتے شامل کرنے کے متعلق فرمایا کہ اس سے سرخی میں پختگی آجاتی ہے اور سرخ کلر کا قاعدہ ہے کہ گہرا ہو تو سیاہی مائل ہو جاتا ہے۔ یہاں بھی اس میلان کا اعتبار نہیں اور اس کا لگانا جائز ہے بلکہ مہندی میں کتم کے پتے شامل کرکے لگانا کہ جس سے گہرا سرخ کلر حاصل ہو، تنہا مہندی سے بہتر ہے اور سب سے بہتر خضاب، زرد کلر کا ہے جیسا کہ احادیثِ طیبہ میں اس کی ترغیب ارشاد ہوئی۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مصدق	مجیب
مفتی فضیل رضا عطّاری	ابو محمد محمد سرفراز اختر عطّاری

خواتین اور منتیں (قسط اول)

منت اردو زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے: نیت، نیاز۔ عربی میں اسے نذر کہا جاتا ہے، کسی غیر ضروری عبادت کو خاص شرط کے ماتحت لازم کر لینے کو منت کہا جاتا ہے۔[1]

خواتین میں منت ماننے کا رجحان بہت عام ہے اور لاعلمی کی وجہ سے بہت سی خواتین بعض اوقات ایسی منّتیں مانتی ہیں جو ناجائز ہوتی ہیں یا نامناسب یا سرے سے منت ہی نہیں ہوتیں اور اس میں بہت ساری قباحتیں ہوتی ہیں۔ منت ماننا اگرچہ جائز ہے لیکن اس کے کچھ اصول وآداب ہیں، انھی کی روشنی میں منت ماننی چاہیے، کیونکہ جو منت شرعاً درست نہ ہو اس کا پورا کرنا بھی ضروری نہیں، بلکہ ناجائز کام کی منت ماننا بھی ناجائز ہے اور اس کا پورا کرنا بھی جائز نہیں۔[2] افسوس! بعض خواتین اس حوالے سے توہمات کا شکار ہو جاتی ہیں کہ منت خواہ درست ہو یا غلط اس کی پروا کئے بغیر وہ یہ سمجھتی ہیں کہ اگر اسے پورا نہ کیا تو نقصان ہو جائے گا۔ حالانکہ ایسا نہیں، منت پوری کرنا اگرچہ واجب ہے، مگر وہی منت پوری کرنا لازم ہے جو درست ہو اور غلط منت پوری کرنا لازم نہیں۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ جس نے اللہ پاک کی اطاعت کی نذر مانی، اس پر لازم ہے کہ اللہ پاک کی اطاعت کرے اور جس نے اللہ پاک کی نافرمانی کی نذر مانی تو وہ اس کی نافرمانی نہ کرے۔[3]

اللہ پاک نے منت پوری کرنے کو نیک لوگوں کی صفت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ (پ29، الدھر:7) ترجمہ کنزُ العرفان: اپنی منتیں پوری کرتے ہیں۔ یعنی اللہ پاک کے نیک بندے طاعت وعبادت اور شریعت کے واجبات پر عمل کرتے ہیں حتی کہ وہ عبادات جو واجب نہیں لیکن مَنّت مان کر انہیں اپنے اوپر واجب کر لیا تو انہیں بھی ادا کرتے ہیں۔[4]

کیسی منت کا پورا کرنا لازم ہے؟ کس منت کا پورا کرنا ضروری ہے اور کس کا نہیں، ملاحظہ فرمائیے:

1. جس عبادت کی ادائیگی کی منت مانی وہ واجب کی جنس سے ہو یعنی جو عبادات واجب ہیں ان کی ادائیگی کی منت مانی جائے تو یہ شرعی منت کہلائے گی، مثلاً نماز، روزہ، حج، اعتکاف یا قربانی کی منت مانی تو کام مکمل ہونے پر اس منت کو پورا کرنا واجب ہو گا۔ اس لئے کسی نے یہ منت مانی کہ اگر میرا فلاں جائز کام ہو گیا تو میں اتنی رکعت نفل پڑھوں گی یا اتنے نفلی روزے رکھوں گی، وغیرہ وغیرہ تو یہ شرعی منت ہو گی اور کام ہو جانے پر اس کو پورا کرنا واجب ہو گا۔ فتاوی ہندیہ میں ہے: منت چند شرائط کے ساتھ درست ہوتی ہے: (1) جس کی منت مانی وہ واجب کی جنس سے ہو چنانچہ مریض کی عیادت کرنے کی منت ماننا درست نہیں۔ (2) جس کی نذر مانی وہ فی نفسہ گناہ کا کام نہ ہو۔[5]
2. وہ منت ایسی عبادت کی ہو جو واجب کی جنس سے نہ ہو بلکہ غیر مقصودہ ہو تو اس کی منت شرعی منت نہیں کہلائے گی۔ مثلاً وضو، غسل، قرآن کو چھونے کی منت، لنگر و نیاز وغیرہ یہ سب منتیں واجب نہیں، لیکن ان کو پورا کرنا بہتر ہے نہ کیا تو گناہ نہیں۔ بہارِ شریعت میں ہے: مسجد میں چراغ جلانے یا طاق بھرنے یا فلاں بزرگ کے مزار پر چادر چڑھانے یا گیارھویں کی نیاز دِلانے یا غوث اعظم کا توشہ یا شاہ عبدالحق کا توشہ کرنے یا حضرت جلال بخاری کا کونڈا کرنے یا محرم کی نیاز یا شربت یا

سبیل لگانے یا میلاد شریف کرنے کی منّت مانی تو یہ شرعی منّت نہیں مگر یہ کام منع نہیں ہیں، کرے تو اچھا ہے۔[6]

❸ جو کام بذاتِ خود گناہ ہو، اس کی نذر دُرُست نہیں جیسے شراب پینے، جوا کھیلنے، کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنے کی نذر کہ ایسی نذریں باطل ہیں ان کا پورا کرنا حرام، مگر ان پر کفّارہ واجب ہے کہ یہ کام ہر گز نہ کرے اور کفّارہ ادا کرے، کہ اس نے ربّ تعالیٰ کے نام کی بے حرمتی کی۔ مگر جو کام کسی عارِضہ کی وجہ سے ممنوع ہوں ان کی نذر درست ہے، یا ان کی قضا کرے یا کفارہ دے جیسے عید کے دن کے روزے یا طلوعِ آفتاب کے وقت نفل پڑھنے کی منّت کہ یہ منّت دُرُست ہے۔[7]

منت کا کفارہ: اس کا کفارہ قسم والا کفارہ ہی ہے، یعنی ایک غلام آزاد کرے یا دس مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر درمیانے درجے کا کھانا کھلائے یا دس مسکینوں کو کپڑے پہنائے۔ ان تینوں میں سے کوئی بھی طریقہ اختیار کرنے کی اجازت ہے اور اگر تینوں میں سے کسی کی بھی طاقت نہ ہو تو مسلسل تین روزے رکھنا کفارہ ہے۔[8]

کفارے کی لازم و غیر لازم صورتیں: منت کی وہ صورت کہ جس میں ایک چیز کو کسی شرط کے ساتھ خاص کر کے اپنے اوپر واجب کر لیا جائے، حالانکہ وہ واجب نہ ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ایسے کام کی شرط لگائی جس کے ہو جانے کی خواہش ہے، مثلاً یوں کہا کہ اگر میرا مریض اچھا ہو گیا یا میرا مُسافِر خیریت سے واپس آگیا تو میں راہِ خدا میں اس قدر صدقہ دوں گی یا اتنی رکعت نماز پڑھوں گی یا اتنے روزے رکھوں گی تو اس صورت میں جب وہ کام ہو گیا تو اتنی مقدار صدقہ کرنا اور اتنی رکعت نماز پڑھنا اور اتنے روزے رکھنا ضروری ہے ،اس میں ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ کام نہ کرے اور مَنت کا کفارہ دیدے۔ اگر منت میں ایسے کام کی شرط لگائی ہے کہ جس کا ہونا نہیں چاہتی، مثلاً یوں کہا کہ اگر میں تم سے بات کروں یا تمہارے گھر آؤں تو مجھ پر اتنے روزے ہیں ،اس صورت میں اگر شرط پائی گئی یعنی اس سے بات کر لی یا اس کے گھر چلی گئی تو اب اختیار ہے کہ جتنے روزے کہے تھے وہ رکھ لے یا کفّارہ دیدے۔ لیکن اگر کسی شرط کا ذکر کئے بغیر اپنے اوپر وہ چیز واجب کر لی جو واجب نہ ہو، مثلاً یوں کہے کہ میں نے اتنے روزوں کی منت مانی یا اس طرح کہے کہ میں اللہ پاک کے لئے اتنے روزے رکھوں گی تو اس کا حکم یہ ہے کہ جس چیز کی منت مانی وہ کرنا ضروری ہے اس کے بدلے کفارہ نہیں دے سکتی۔[9]

منت عموماً ان کاموں کے لئے ہوتی ہے: اولاد ہو جائے، مکان اپنا ہو جائے، بیٹی یا بیٹے کا اچھا رشتہ آجائے، شوہر یا بیٹے کو اچھی نوکری مل جائے وغیرہ ایسی منتیں جائز ہیں۔

البتہ! بعض خواتین نامناسب و ناجائز باتوں کی منت بھی مانتی ہیں، مثلاً بہو تابع ہو جائے، ساس تابع ہو جائے، شوہر فرمانبردار ہو جائے، فلاں یا فلانی کا رشتہ ٹوٹ جائے وغیرہ۔ ایسی منتیں ماننے سے لازمی بچنا چاہیے کہ نقصان دہ عمل ہے۔

اسی طرح خواتین میں 10 بیبیوں کی کہانی والی منت بہت عام ہے۔ امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: 10 بیبیوں کی کہانی کی مانی ہوئی منت پوری نہ کی جائے۔ 10 بیبیوں کی کہانی، شہزادے کا سر، یہ سب مَن گھڑت ہیں، ان کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے ، ان کا پڑھنا اور ان کی منت ماننا ناجائز ہے۔ اگر کچھ پڑھنا ہے تو یٰسٓ شریف پڑھ لی جائے اس میں بھی اتنا ہی وقت لگے گا جو اِن کہانیوں میں لگتا ہے بلکہ اس سے بھی کم وقت لگے گا، پھر اس کی برکتیں بھی ہیں اور فَضائل بھی۔ حدیثِ پاک میں ہے: ایک بار یٰسٓ شریف پڑھنے پر 10 قرآنِ پاک کا ثواب ملتا ہے۔[10] معلومات کی کمی کی وجہ سے اِن کہانیوں کا رواج پڑا ہے۔[11] (مزید جاننے کے لئے اگلی قسط ملاحظہ فرمائیے)

---

❶ تفسیرِ نور العرفان، ص924 ❷ بدائع الصنائع، 4/227 ❸ بخاری، 4/302، حدیث: 6696 ❹ تفسیرِ خازن، 4/339 ❺ فتاوی ہندیہ، 1/208 ❻ بہار شریعت، حصہ 9، 2/317 ❼ مراٰۃ المناجیح، 5/203 ❽ تفسیر صراط الجنان، 3/19 ❾ بہارِ شریعت، حصہ: 9، 2/314-315 ملخصاً ❿ ترمذی، 4/406، حدیث: 2896 ⓫ جھوٹی کہانیاں بنانا کیسا؟، ص2

وعدہ پورا کرنا

بنتِ منصور عطاریہ
طالبہ دورہ حدیث شریف
جامعۃ المدینہ گرلز فیضانِ غزالی نیول کالونی کراچی

ہمارے پیارے دین نے ہماری رہنمائی کے لئے نہ صرف انفرادی احکامات بیان کیے بلکہ معاشرتی و اجتماعی زندگی کے حوالے سے بھی بھرپور رہنمائی کی، اجتماعی زندگی میں ایفائے عہد کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ ہمارے زیادہ تر معاملات کی بنیاد وعدوں پر ہوتی ہے۔ جب تک وعدہ وفا ہوتا رہے تو معاملات ٹھیک رہتے ہیں اور جب ان کی خلاف ورزی کی جائے تو ان میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایفائے عہد کو عملی صدق سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، اصطلاح میں کسی چیز کی امید دلانے کو وعدہ کہتے ہیں۔[1] یعنی کسی کو پختہ ارادہ کرتے ہوئے یہ امید دلائی کہ فلاں کام کروں گی یا نہیں کروں گی، تو اسے وعدہ کہیں گے، ضروری نہیں کہ ایسی بات کہتے ہوئے وعدہ کا لفظ بھی کہا جائے، اگر آپ کے انداز و الفاظ سے یوں لگے کہ گویا آپ وعدہ ہی کر رہی ہیں تو یہ وعدہ ہی ہو گا۔ اس کو یوں سمجھئے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو ارشاد فرمایا: ایک قریشی شخص نے مجھ سے میری بیٹی کا ہاتھ مانگا تھا اور میں نے کچھ ایسی بات کہی تھی جس سے شبہ ہوتا ہے کہ گویا میں نے وعدہ کیا تھا۔ لہٰذا اللہ پاک کی قسم! میں اللہ پاک سے نِفاق کی تیسری علامت کے ساتھ ملاقات نہیں کرنا چاہتا، میں تم سب کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح اس شخص سے کر دیا۔[2]

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے اس عمل سے یہ بات واضح طور پر سمجھی جا سکتی ہے کہ اسلام میں ایفائے عہد کی کیا اہمیت ہے، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قرآن و حدیث میں جا بجا اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ قرآنِ کریم میں اہلِ ایمان کا یہ وصف بیان کیا گیا ہے کہ وہ وعدہ پورا کرنے والے ہوتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا: وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ (پ2، البقرۃ:177) ترجمہ کنز العرفان: اور وہ لوگ جو عہد کر کے اپنا عہد پورا کرنے والے ہیں۔

سورۂ مومنون میں مسلمانوں کے 7 اور سورۂ معارج میں 8 ایسے اوصاف بیان کئے گئے ہیں کہ جن کی وجہ سے وہ مشرکین سے ممتاز ہوتے ہیں، چنانچہ ان دونوں سورتوں میں ایک وصف وعدہ پورا کرنا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً ارشاد فرمایا: وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ﴿۸﴾ (پ18، المومنون:8) ترجمہ کنز العرفان: اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدے کی رعایت کرنے والے ہیں۔

ایک مقام پر وعدہ پورا کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا: وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـٴُـوْلًا ﴿۳۴﴾ (پ15، بنی اسرآءیل:34) ترجمہ کنز الایمان: اور عہد پورا کرو بیشک عہد سے سوال ہونا ہے۔ یعنی اللہ پاک نے جو فرائض تم پر لازم کیے ہیں انہیں پورا کرو یا جو وعدے تم نے اللہ پاک یا بندوں سے کر رکھے ہیں انہیں پورا کرو۔[3] معلوم ہوا! وعدہ بندوں سے کیا گیا ہو یا اللہ پاک سے اس آیت میں دونوں ہی مراد ہیں اور ان دونوں کو ہی پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لہٰذا جو بھی مسلمان اللہ پاک سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرتا ہے، اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے: وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۱۰﴾ (پ26، الفتح:10) ترجمہ کنز العرفان: اور جس نے اللہ سے کئے ہوئے اپنے عہد کو پورا کیا تو بہت جلد اللہ اسے عظیم ثواب دے گا۔

وعدہ پورا کرنا ایک ایسا عمدہ وصف ہے کہ جسے اللہ پاک نے بھی اپنے لئے اور اپنے نیک بندوں کے لئے پسند فرمایا۔

چنانچہ اپنے متعلق ارشاد فرمایا: فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗۤ (پ1، البقرۃ:80) ترجمہ کنز العرفان: تو اللہ ہر گز وعدہ خلافی نہیں کرے گا۔ جبکہ اللہ پاک کے کئی نیک بندوں کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے محض اپنے وعدے کی پاسداری کے لئے کئی کئی دن ایک ہی جگہ رک کر اس شخص کا انتظار کیا جس سے وعدہ فرمایا تھا، مثلاً حضرت اسماعیل ذَبِیْحُ الله علیہ السّلام ایک شخص سے ملنے کے لئے 22 دن تک اس جگہ پر اس کے انتظار میں ٹھہرے رہے۔(4) اسی طرح حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بھی عملی طور پر وعدوں کی پاسداری کر کے دکھائی اور صحابہ کرام کو بھی وعدوں کی اہمیت کی تربیت دی۔ مثلاً ایک روایت میں آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارے بہترین لوگ وہ ہیں جو وعدہ پورا کرتے ہیں۔(5) ایک روایت میں آپ نے جن 6 کاموں کے کرنے پر جنت کی ضمانت عطا فرمائی ان میں سے ایک یہ ہے: وعدہ کرو تو پورا کرو۔(6)

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وعدہ کا پورا کرنا ضروری ہے۔ مسلمان سے وَعدہ کرو یا کافر سے، عزیز سے وعدہ کرو یا غیر سے، اُستاذ، شیخ، نبی، اللہ پاک سے کئے ہوئے تمام وعدے پورے کرو۔ اگر وعدہ کرنے والا پورا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو مگر کسی عُذر یا مجبوری کی وجہ سے پورا نہ کر سکے تو وہ گنہگار نہیں۔(7) چنانچہ

یاد رکھئے! ہمیں اپنے وعدوں کی پاسداری کرنی چاہیے اور اس کی اہمیت کو مزید جاننے کے لئے وعدہ پورا کرنے کے فوائد و نقصانات کے علاوہ ان باتوں کو بھی ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہئے کہ جو جھوٹے وعدوں کا سبب بنتی ہیں۔ چنانچہ ذیل میں وعدہ پورا کرنے کے چند فوائد اور جھوٹے وعدوں کے چند اسباب پیشِ خدمت ہیں:

ایفائے عہد کے چند فوائد: (1) وعدہ پورا کرنے والیوں سے اللہ پاک اور اس کے پیارے حبیب خوش اور راضی ہوتے ہیں۔ (2) ایفائے عہد عزّت و وقار میں اضافے کا سبب ہے۔ (3) وعدہ پورا کرنے والی کو دنیا میں رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا نہ آخرت میں۔ (4) وعدہ پورا کرنا تقویٰ کی ایک علامت ہے۔ جبکہ بد عہدی مُنافقت کی عَلامَت ہے۔ (5) وعدہ پورا کرنے سے باہمی تعلقات میں اطمینان و سکون پیدا ہوتا ہے۔

جھوٹے وعدوں کے اسباب: (1) بسا اوقات ایسی چیز کا وعدہ کر لیا جاتا ہے جس کو پورا کرنا مشکل یا ناممکن ہوتا ہے۔ (2) بعض اوقات بغیر کچھ سوچے سمجھے جوش میں آکر غیر سنجیدگی کے ساتھ وعدہ کر لیا جاتا ہے، پھر جب جوش ذرا ٹھنڈا ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام ہمارے بس کا نہیں۔ (3) زبان کی بے باکی بھی اس معاملے میں اکثر پھنسا دیتی ہے۔ یعنی اچھے، بُرے اہم اور غیر اہم کام میں تمیز کیے بغیر بس بولتے رہنے سے بھی کئی ایسے وعدے کر لئے جاتے ہیں کہ کہنے والی کے ذہن میں نہیں رہتا کہ اس نے وعدہ کر لیا ہے۔

جھوٹے وعدوں سے بچنے کا طریقہ: اگر ہم وعدہ پورا کرنے کی اہمیت سے کماحقہ آگاہ ہوں اور وعدہ توڑنے کی وعیدوں پر بھی ہماری نظر ہو گی تو کبھی بھی جھوٹے وعدے کریں گی نہ وعدہ کر کے توڑیں گی۔ چنانچہ اس حوالے یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ زبان کو اپنے قابو میں رکھیں، بلاوجہ ہر ایک سے عہد و پیمان باندھیں نہ کوئی وعدہ کریں اور اس کا ایک ہی حل ہے کہ اپنے اندر سنجیدگی کو پیدا کریں، جب بھی کسی سے وعدہ کریں تو خوب سوچ سمجھ کر ہوش میں کریں۔ نیز **چادر دیکھ کر پاؤں پھیلائیں،** اس مقولے پر عمل کرتے ہوئے جب بھی وعدہ کریں اپنی طاقت کے مطابق کریں۔ اگر کام مشکل یا آپ کے بس میں نہ ہو تو معذرت کر لیں اور خود کو اذیت اور آزمائش سے بچائیں۔ اللہ پاک ہمیں عہد کی پاسداری کرنے اور بد عہدی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) مراٰۃ المناجیح، 6/488 (2) موسوعہ ابن ابی الدنیا، 7/269، حدیث: 459 (3) تفسیرات احمدیہ، ص508 ملخصاً (4) موسوعہ ابن ابی الدنیا، 7/270، حدیث: 461 (5) مسند ابی یعلیٰ، 1/451، حدیث: 1047 (6) مستدرک، 5/513، حدیث: 8130 ماخوذاً (7) مراٰۃ المناجیح، 6/483

بنتِ محمد ارشد
طالبہ (درجہ ثانیہ) جامعۃ المدینہ گرلز کنگ سہالی، ضلع گجرات

وعدہ پورا نہ کرنا

(نئی رائٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ مضمون 36 ویں تحریری مقابلے سے منتخب کر کے ضروری ترمیم و اضافے کے بعد پیش کیا جارہا ہے)

تقریباً ہم میں سے ہر ایک کو زندگی میں کبھی نہ کبھی وعدہ کرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے، کوئی وعدوں کو پورا کرتی ہے کوئی نہیں، لیکن باکمال وہ ہیں جو وعدہ کر کے اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کی پوری کوشش کرتی ہیں۔ بعض خواتین کے انداز سے لگتا ہے کہ گویا ان کی نظر میں وعدہ پورا کرنے کی کوئی اہمیت ہی نہیں، یاد رہے! اسلام نے جن چیزوں کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے ان میں سے ایک وعدہ خلافی بھی ہے، یعنی کسی سے کوئی جائز وعدہ کر کے قصداً اسے پورا نہ کرنا کوئی اچھا کام نہیں، بلکہ وعدے کی نوعیت کے اعتبار سے بسا اوقات یہ گناہ کا سبب بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ وعدہ خلافی کسی بھی صورت میں ہو اور کہیں بھی ہو منع ہے، مثلاً گھر، باہر، اسکول، کالج، یونیورسٹی، دفتر، جامعہ، مدرسہ، اسپتال، بینک، بازار وغیرہ جہاں بھی، کسی سے بھی، کوئی بھی جائز وعدہ کیا جائے تو اس کو پورا کرنا ضروری ہے، جبکہ وعدہ کی خلاف ورزی کرنا جس کو عملی جھوٹ بھی کہا جاتا ہے، نہایت ہی مذموم صفت اور لوگوں کو متنفر کرنے والا عمل ہے۔

اللہ پاک نے وعدہ خلافی کو کفار کی صفت کے طور پر بیان فرمایا ہے کہ وہ اپنے وعدوں کا بالکل خیال نہیں رکھتے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: اَلَّذِیْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِیْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّ هُمْ لَا یَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾ (پ10، الانفال:56) ترجمہ کنز العرفان: وہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا پھر وہ ہر بار اپنا عہد توڑ دیتے ہیں اور ڈرتے نہیں۔ یعنی کفار خدا سے ڈرتے ہیں نہ عہد شکنی کے خراب نتیجے سے اور نہ اس سے شرماتے ہیں حالانکہ عہد شکنی ہر عقلمند کے نزدیک شرمناک جرم ہے اور عہد شکنی کرنے والا سب کے نزدیک بے اعتبار ہو جاتا ہے، جب ان کی بے غیرتی اس درجہ تک پہنچ گئی تو یقیناً وہ جانوروں سے بدتر ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ خواہ بندوں سے کیا ہوا جائز عہد توڑا جائے یا اللہ پاک سے کئے ہوئے عہد کی خلاف ورزی کی جائے دونوں انتہائی مذموم ہیں۔(1)

احادیثِ کریمہ میں حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وعدہ پورا کرنے کی بہت زیادہ تاکید فرمائی مثلاً فرمایا: اَلْعِدَةُ عَطِیَّةٌ یعنی وعدہ کرنا عطیہ ہے۔(2) (یعنی جس طرح عطیہ دے کر واپس لینا مناسب نہیں ہے اسی طرح وعدہ کر کے بھی اس کا خلاف نہیں کرنا چاہئے) نیز فرمایا: اَلْوَأْیُ مِثْلُ الدَّیْنِ اَوْ اَفْضَلُ وعدہ قرض کی مثل ہے بلکہ اس سے بھی سخت تر ہے۔(3) اور جو وعدہ پورا نہیں کرتے ان کے لئے حضور نے ایسی ایسی وعیدات بیان فرمائی ہیں کہ انسان کانپ جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے: جو کسی مسلمان سے عہد شکنی کرے اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اور اس کا نہ کوئی فرض قبول ہوگا نہ نفل۔(4) نیز فرمایا: لوگ اس وقت تک ہلاک نہ ہوں گے جب تک اپنے لوگوں سے عہد شکنی نہ کریں۔(5) ایک روایت کا خلاصہ کچھ یوں ہے: اللہ پاک فرماتا ہے کہ میں قیامت کے دن اس شخص کا مدمقابل ہوں گا جو میرے نام پر وعدہ کرے پھر عہد شکنی کرے۔(6) ایک روایت میں ہے: اس شخص کا کچھ دِین نہیں جو وعدہ پورا نہیں کرتا۔(7)

معلوم ہوا! وعدہ خلافی اس قدر ناپسندیدہ عمل ہے کہ جس

پر سخت سزائیں اور وعیدیں مروی ہیں، چنانچہ ہمیں چاہئے کہ وعدہ کریں تو پورا کریں تاکہ اللہ پاک کے غضب اور جہنم کے عذابات سے بچ سکیں اور یاد رکھیں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد 25 صفحہ 69 پر اشباہ والنظائر کے حوالے سے لکھتے ہیں: خُلْفُ الوَعْدِ حَرَام یعنی وعدہ جھوٹا کرنا حرام ہے۔ البتہ! اگر کسی سے کوئی کام کرنے کا وعدہ کیا اور وعدہ کرتے وقت نیت میں فریب نہ ہو پھر بعد میں اس کام کو کرنے میں کوئی حرج پایا جائے تو اس وجہ سے اس کام کو نہ کرنا وعدہ خلافی نہیں کہلائے گا، جیسا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: وعدہ خلافی یہ نہیں کہ آدمی وعدہ کرے اور اس کی نیت اسے پورا کرنے کی بھی ہو بلکہ وعدہ خلافی یہ ہے کہ آدمی وعدہ کرے اور اس کی نیت اسے پورا کرنے کی نہ ہو۔[8]

وعدہ خلافی کرنا مومنوں کی شان نہیں بلکہ مومنوں کی شان یہ ہے کہ جب وہ وعدہ کرلیں، پھر کیسی ہی مشکل آجائے وعدہ نبھانے کی پوری کوشش کرتے ہیں، انبیائے کرام، صحابہ عظام اور دیگر بزرگانِ دین نے بھی سختی سے وعدے کی پابندی کی اور کبھی کسی کے ساتھ بدعہدی نہیں کی۔ مثلاً آخری نبی، محمد عربی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے پاس تین قیدی آئے تو آپ نے دو کچھ لوگوں کو عطا کر دیئے اور ایک باقی رہ گیا، خاتونِ جنّت نے آپ سے خادم مانگا تو حضور کو حضرت ابو الہیثم سے کیا ہوا وعدہ یاد آگیا تو آپ نے فرمایا: میرا ابو الہیثم سے کیا ہوا وعدہ کیسے پورا ہو گا؟ چنانچہ آپ نے خاتونِ جنّت پر حضرت ابو الہیثم کو ترجیح دی حالانکہ حضرت خاتونِ جنّت اپنے کمزور ہاتھوں سے چکی پیستی تھیں۔[9] اعلانِ نبوت سے پہلے ایک مرتبہ حضور ایک شخص سے وعدہ پورا کرنے کے لئے تین دن تک ایک ہی جگہ رک کر اس کا انتظار فرماتے رہے،[10] جبکہ آپ کے جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السّلام 22 دن تک[11] اور حضور کے شہزادے سرکار غوثِ پاک رحمۃُ اللہِ علیہ تقریباً تین سال تک وعدہ پورا کرنے کے لئے ایک ہی جگہ پر ٹھہرے رہے۔[12]

وعدہ خلافی کے نقصانات: وعدہ خلافی ☆نفاق کی علامت ☆اللہ پاک کو ناراض کرنے کا سبب ☆کئی مصیبتوں اور پریشانیوں کا باعث ہے ☆وعدہ خلافی کرنے والی لوگوں میں اپنا اعتماد کھو دیتی ہے ☆وعدہ خلافی باہمی تعلقات کو کمزور کرتی ☆اُخُوَّت و مَحبّت اور ایثار و ہمدردی کے جذبات کو مَجْرُوح کرتی ہے ☆وعدہ خلافی سے بے اطمینانی و بے سکونی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے ☆وعدہ توڑنے والی دنیا میں تو ذلیل و رسوا ہوتی ہی ہے آخرت میں بھی رسوائی اس کا مقدّر ہو گی۔

وعدہ خلافی سے بچنے کا طریقہ: ہمیں چاہیے کہ جب بھی کوئی وعدہ کریں تو ساتھ میں اِن شاءَ اللہ ضرور کہیں تاکہ اگر وعدہ پورا نہ کرسکیں تو گناہ نہ ہو، لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ اس طریقے کا غلط استعمال کیا جائے، پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب کسی سے وعدہ فرماتے تو لفظ "عَسٰی" (یعنی امید ہے) فرماتے۔[13] حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب بھی وعدہ فرماتے تو اِنْ شَاءَ اللہ کہتے۔[14] اس کے علاوہ ہمیں یہ بھی چاہیے کہ فکرِ آخرت کا ذہن بنائیں، اپنے آپ کو ربِّ کریم کی بے نیازی سے ڈرائیں اور موت کو یاد رکھیں، اس طرح قوی امید ہے کہ وعدہ خلافی سے بچنے میں مدد ملے گی۔ ان شاءاللہ

اللہ پاک ہمیں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقے اسلامی احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں وعدہ خلافی جیسے موذی مرض سے نجات عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم

---

(1) تفسیرِ صراط الجنان، 4/30 (2) موسوعہ ابن ابی الدنیا، 7/267، حدیث: 456 (3) موسوعہ ابن ابی الدنیا، 7/268، حدیث: 457 (4) بخاری، 2/370، حدیث: 3179 (5) ابو داود، 4/166، حدیث: 4347 (6) بخاری، 2/52، حدیث: 2227 ملخصاً (7) معجم کبیر، 10/227، حدیث: 10553 (8) الجامع لاخلاق الراوی، ص315، حدیث: 1168 (9) احیاء العلوم، 3/164 (10) ابو داود، 4/388، حدیث: 4996 (11) موسوعہ ابن ابی الدنیا، 7/270، حدیث: 461 (12) اخبار الاخیار، ص12 (13) احیاء العلوم، 3/164 (14) احیاء العلوم، 3/164

تحریری مقابلہ

اہم نوٹ:ان صفحات میں ماہنامہ خواتین کا سلسلہ جامعات کی معلمات، ناظمات اور تنظیمی ذمہ داران کے آٹھویں تحریری مقابلے میں ہر عنوان کے تحت اول پوزیشن حاصل کرنے والے مضامین شامل ہیں۔ موصول ہونے والے 17 مضامین کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
قیامت کی نشانیاں	9	فضول گوئی کی عادت کیسے ختم کی جائے؟	5	ویلنٹائن ڈے کی خرافات کے خاتمے میں خواتین کا کردار	3

مضمون بھیجنے والیوں کے نام: بہاولپور: بنت افضل (یزمان)۔ سیالکوٹ: بنت منیر حسین، اُمِّ حبیبہ (گلبہار)۔ کراچی: اُمِّ ہاشم (دھوراجی) اُمِّ انس۔ گجرات: بنت رخسار احمد، بنت خالد محمود (کنگ سہالی)۔ بہاولپور: بنت ذوالفقار، بنت شفیق، بنت صدیق (یزمان)۔ رحیم یار خان: بنت سچل (ترنڈہ سوائے خان)۔ لاہور: اُمُّ الخیر (تاج پورہ)، بنت اقبال (نشاط کالونی)۔ کراچی: اُمِّ ہاشم (دھوراجی)، بنت اشرف (صراط الجنان)۔

قیامت کی نشانیاں

بنتِ صدّیق (ناظمہ دارُ السُّنّہ، ذمہ دار شارٹ کورسز، یزمان، بہاولپور)

دورِ حاضر قیامت کی نشانیوں سے لبریز ہے۔ ہر نیا دن کسی نئی علامتِ قیامت کے ساتھ نمودار ہوتا ہے اور یہ کتنی بڑی ستم ظریفی ہے کہ جس ملّت کے حقیقی خیر خواہ رؤوف و رحیم، نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنی حیاتِ ظاہری میں دورِ فتن کی ہولناکیوں سے فکر مند رہا کرتے تھے کہ آزمائشوں اور پریشانیوں کے اس ہولناک زمانے میں میری اُمّت کہیں راہِ حق سے برگشتہ نہ ہو جائے۔ آج واقعتاً اسی اُمّت کے افراد اپنے ہی ہاتھوں دین و دیانت کا قتلِ عام کر رہے ہیں۔ دینی اور ملی لحاظ سے ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور ان کے حقیقی اخلاف کے اضطرابات کو محسوس کریں۔ ایک حدیثِ پاک میں ہے: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَاصِلَ الْأَحْزَانِ، دَائِمَ الْفِكْرَةِ یعنی حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مسلسل غمگین و غور و فکر میں مشغول رہنے والے تھے۔[1]

یقیناً سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی فکر اور سوچ اُمّت کے لئے تھی۔ اُمّت کا غم ہی حضور کا بڑا غم تھا۔ آپ قربِ قیامت کے فتنوں سے اللہ کریم کی پناہ مانگنے کی اس انداز میں تلقین فرماتے: تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ یعنی ظاہری و باطنی فتنوں سے اللہ پاک کی پناہ مانگو۔[2] قرآنِ پاک کی ایک مکمل سورت کا نام القیٰمۃ ہے جس میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ؕ﴿۶﴾ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۙ﴿۷﴾ وَ خَسَفَ الْقَمَرُ ۙ﴿۸﴾

(پ29، القیٰمۃ: 6تا8) ترجمہ کنزالعرفان: پوچھتا ہے: قیامت کا دن کب ہوگا؟ توجس دن آنکھ دہشت زدہ ہو جائے گی اور چاند تاریک ہو جائے گا۔

احادیث میں مذکور قیامت کی نشانیاں: (1) فتنوں کے واقع ہونے سے پہلے نیک اعمال کرلو جو اندھیری رات کی طرح چھا جائیں گے۔ ایک شخص صبح مومن ہوگا اور شام کو کافر، یا شام کو مومن ہوگا اور صبح کافر اور وہ معمولی سے دنیوی فائدے کے بدلے میں اپنا دین بیچ ڈالے گا۔[3] (2) اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! ضرور لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ قاتل کو معلوم نہیں ہوگا کہ اس نے کس جرم میں قتل کیا، نہ ہی مقتول کو پتہ ہوگا کہ وہ کیوں قتل کیا جارہا ہے۔[4] قاتل و مقتول دونوں دوزخ میں ہوں گے۔[5]

(3) جب تمہارے حاکم اچھے، تمہارے مالدار سخی اور تمہارے کام باہمی مشورے سے طے ہوں تو زمین کا ظاہر تمہارے لئے اس کے باطن سے زیادہ بہتر ہے اور جب تمہارے حاکم شریر لوگ ہوں، تمہارے مالدار بخیل ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے حوالے ہوں تو اس وقت زمین کا پیٹ تمہارے

لئے اس کے ظاہر سے زیادہ بہتر ہے۔ [6]

اخلاقی نشانیاں: صرف جان پہچان والوں سے علیک سلیک ہو گی۔ بے حیائی اور بد زبانی عام ہو گی۔ رشتہ داریاں ختم ہو جائیں گی۔ عورتیں باغی ہو جائیں گی۔ مرد نیکی کا راستہ چھوڑ دیں گے۔ عورتیں بزرگوں اور بوڑھوں کو جھڑکیں گی۔

مذہبی نشانیاں: مساجد کو راستہ بنالیا جائے گا۔ قاریوں کی کثرت ہو گی۔ حشرات الارض کی طرح پائے جائیں گے۔ علما و فقہا کی قلت ہو گی۔ فقہا شریر ہوں گے۔ ہزاروں لوگ نمازیں پڑھیں گے مگر ایک بھی مسلمان نہ ہو گا۔ قرآن کو عار سمجھا جائے گا۔ اسلام کے کام ایسے لوگ کریں گے جو خود مسلمان نہ ہوں گے۔ [7] ان سب کے علاوہ اور بھی بہت سی نشانیاں ہیں جن میں سے بعض وقوع پذیر ہو چکی ہیں۔ اللہ پاک ہم سب کو اسلام پر زندہ رکھے اور ایمان پر خاتمہ فرمائے۔ عزت کی زندگی اور عزت کی موت نصیب فرمائے۔ دنیا میں صحت و سلامتی کے ساتھ رکھے۔ دنیا و آخرت کی ہر بلا، عذاب اور قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ فرمائے۔

اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمِین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

فضول گوئی کی عادت کیسے ختم کی جائے؟

بنتِ افضل (معلمہ یزمان، ڈسٹرکٹ مشاورت بہاولپور)

ترمذی شریف میں حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا بہت ہی پیارا فرمان ہے: مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَالَا یَعْنِیْہِ یعنی بندے کے اسلام کی خوبیوں میں سے ایک خوبی اس چیز کا چھوڑ دینا ہے جو اسے نفع نہ دے۔ [8] حکیمُ الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: یعنی کامل مسلمان وہ ہے جو ایسے کلام و کام یا ایسی حرکات و سکنات سے بچے جو اس کے لئے دین یا دنیا میں مفید نہ ہوں اور وہ کام یا کلام کرے جو دنیا میں مفید ہوں یا آخرت میں۔ سبحان اللہ! ان دو کلموں میں دونوں جہاں کی بھلائی وابستہ ہے۔ ایک بزرگ کسی محل پر گزرے، مالک سے پوچھا کہ تو نے یہ مکان کب بنایا ہے؟ فوراً بولے کہ میں نے یہ کلام بے فائدہ کیا۔ پھر انہوں نے اس کے کفارے میں ایک سال روزے رکھے۔ [9]

ہر وہ کام و کلام جس کا دین و دنیا میں کوئی فائدہ نہ ہو فضول ہے، جبکہ وہ گناہوں سے خالی ہو۔ چنانچہ چند ایسے طریقے پیشِ خدمت ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر فضول باتوں کی عادت ختم ہو سکتی ہے: سب سے پہلے تو ہمیں اپنی فضول گوئی کا احساس ہونا چاہیے۔ جب احساس ہو جائے تو پھر یہ اعتراف بھی کر لیں گی کہ میری گفتگو کا بہت بڑا حصہ فضول باتوں پر مشتمل ہے۔ اپنی گفتگو کا جائزہ لینے کی عادت بنائیے۔ یہ پختہ ذہن بنالیجیے کہ میری زبان سے کبھی کوئی ایسی بات نہ نکلے جو کسی کیلئے تکلیف کا باعث بنے۔ کیونکہ ایسی گفتگو فضول سے نکل کر گناہوں میں شمار ہو گی۔ زبان سے ہی زیادہ گناہ ہوتے ہیں۔ اس لیے حدیثِ پاک میں زبان کی حفاظت کرنے پر جنت کی ضمانت دی گئی ہے۔ [10]

ہماری یہ سوچ ہو کہ میری زبان میرے لیے جنت میں جانے کا سبب بنے، نہ کہ جہنم میں جانے کا۔ زبان کو ذکر و دُرود اور مفید باتوں میں مشغول رکھنا بھی فضول گوئی سے بچنے کا بہترین طریقہ ہے۔ غیر مفید اور گناہوں بھری باتوں پر جو وعیدات بیان ہوئی ہیں ان کو پیشِ نظر رکھنا بھی زبان کو فضولیات سے بچا سکتا ہے۔ یہ بھی ذہن میں رکھا جائے کہ میری ہر ہر بات لکھی جارہی ہے۔ فضول باتوں سے بھرا ہوا نامۂ اعمال قیامت کے دن پڑھ کر سنانا پڑے گا۔ اپنے ایک ایک لفظ کا حساب دینا پڑے گا۔ آہ! قیامت کے ہولناک وقت میں کیسے اپنی فضول گفتگو کا حساب دے سکوں گی! فضول بات منہ سے نکل جائے تو فوراً ذکرِ الٰہی یا درود شریف پڑھ لیں۔ ان شاء اللہ اس نیکی کی برکت سے فضول باتوں سے نجات مل جائے گی۔ فضولیات سے نجات پانے کا بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہونا بھی ہے۔ اس ماحول میں امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہمُ العالیہ اپنے ملفوظات و تحریرات کے ذریعے اور نیک اعمال کے رسالے کے مطابق اپنے اعمال کا جائزہ لینے کے ذریعے زبان

کی حفاظت کا ذہن بناتے ہی رہتے ہیں۔ بلکہ ماہِ قفلِ مدینہ، ایامِ قفلِ مدینہ اور خاموش شہزادہ رسالہ پڑھنے کی ترغیب کے ذریعے ہمیں فضول گفتگو سے بچنے کی ترغیبات ارشاد فرماتے ہی رہتے ہیں۔ سنجیدگی سے استقامت کے ساتھ مذکورہ طریقوں پر عمل کی کوشش کرتی رہیں گی تو اللہ پاک کی توفیق سے زبان کو لغویات سے بچانے میں کامیاب ہو سکتی ہیں۔

---

(1) معجم کبیر، 22/156، حدیث:414 (2) مسلم، ص1175، حدیث:7213 (3) مسلم، ص69، حدیث:313 (4) مسلم، ص1191، حدیث:7303 (5) مسلم، ص1191، حدیث:7304 (6) ترمذی، 4/118، حدیث:2273 (7) قیامت کی نشانیاں، ص63 (8) ترمذی، 4/142، حدیث:2324 (9) مراٰۃ المناجیح، 6/465 (10) بخاری، 4/337، حدیث:4807 ماخوذاً

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے سلسلے نئے لکھاری کے تحت ہونے والے 36ویں تحریری مقابلے کے مضامین شامل ہیں۔ چنانچہ اس ماہ کل مضامین 144 تھے، جن کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
اوصافِ سرکار	49	حقوقِ صحابہ	33	وعدہ خلافی کی مذمت	62

مضمون بھیجنے والیوں کے نام: اوکاڑا: بنت بشیر۔ بہاولپور یزمان: بنت اطہر، بنت حمید، بنت عبد اللہ، بنت قاسم، بنت رشید، بنت اصغر علی، بنت حاجی منظور حسین۔ جوہر آباد: بنت فلک شیر۔ حیدر آباد: بنت جاوید۔ راولپنڈی: صدر: بنت شفیق، بنت شکیل، بنت مدثر، واہ کینٹ: بنت سلطان۔ سیالکوٹ: بن باجوہ: بنت یوسف مغل۔ گلبہار: اُمِّ ہلال، بنت امیر حیدر، بنت رمضان، بنت سجاد حسین، بنت فیاض، بنت لیاقت، بنت محمد جمیل، بنت محمد رشید، بنت محمود حسین، بنت منیر حسین، بنت تنویر، بنت سجاد حسین، بنت سعید احمد، بنت شاہد، بنت شبیر حسین، بنت طارق محمود، بنت طارق، بنت محمد اشرف، بنت محمد جمیل، بنت محمد سلیم، بنت محمد شہباز، بنت محمد عنصر، بنت محمد مالک، بنت ناصر، اُمِّ مشکاۃ، بنت رضوان، بنت سجاد حسین، بنت محمد اشرف، بنت محمد مالک، بنت منیر حسین، بنت منیر۔ شفیع کا بھٹہ: بنت نواز، بنت اللہ رحم، بنت رزاق بٹ، بنت شبیر، بنت نواز، بنت اشرف، بنت تنویر، بنت جہانگیر، بنت رضاء الحق، بنت رفیق، بنت شمس، بنت وارث۔ معراجکے: بنت غلام قمر، بنت محمد سلیم۔ ندپور: بنت عبد الستار۔ نواں پنڈ: بنت ظفر۔ عزیزیہ: بنت یونس۔ لاہور: اسلام پورہ: بنت رشید۔ نشاط کالونی: بنت تنویر، بنت حمید، بنت غلام نبی، بنت وسیم، بنت شبیر، بنت نذیر، اخت عمر، بنت رحم علی، بنت مشتاق، بنت یونس، بنت اکرم، بنت محمد آصف۔ تاجپورہ: بنت شفیق، بنت نیاز خان۔ ناظم آباد: بنت فاروق، بنت مبشر حسین۔ کراچی: اُمِّ طالش، ملیر: اُمِّ سلمہ، بنت عبد الستار، گلشنِ مزدور: اُمِّ حسان مدنیہ، دھوراجی: ام ہاشم، خداداد کالونی: بنت محمود مدنیہ، نارتھ کراچی: بنت طفیل الرحمان، اصحابِ صفہ: بنت خالد، بنت نذر، خدیجۃ الکبریٰ: بنت عنایت، فیضِ مدینہ: بنت منظور، بنت شاہد، بنت طفیل الرحمان ہاشمی، سعد بن ابی وقاص: بنت نعیم احمد، عالم شاہ بخاری: بنت شہزاد، بنت عدنان، باغِ ہلال: اُمِّ حسن رضا۔ گجرات: کنگ سہالی: بنت افضل، بنت سعی محمد، بنت ظہیر، بنت عارف، بنت فیاض، بنت ضمیر الحسن، بنت فیاض حسین، بنت صفدر، بنت ارشد، بنت امجد، بنت ریاض، بنت محمد اشرف۔ لالہ موسیٰ: مدینہ کلاں: اُمِّ معاذ، اُمِّ مؤدب، بنت اعجاز، بنت محمد احسن، بنت میاں خان، بنت عبد الرحمن، بنت مصطفٰے، بنت احسان، بنت سجاد علی، بنت محمد احسن، بنت مصطفٰے حیدر، بنت ظفر اللہ خان، بنت عابد، بنت ارشد، بنت محمد احسن۔ فیصل آباد: سمندری: ہمشیرہ زین، بنت خادم حسین، بنت محمد اشرف۔ میرپور خاص: بنت منظور۔ کوٹ اڈو: سنانواں: بنت رب نواز، بنت مشتاق۔ اسلام آباد: بنت محمد عمر۔ مورو: بنت جاوید۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ: بنت اقبال۔ کشمیر میرپور: بنت دل پذیر۔ آسٹریلیا: اُمِّ حسان۔

اوصافِ سرکار

(اُمِّ حسان، سڈنی، آسٹریلیا)

قرآنِ پاک میں اللہ پاک نے 100 سے زائد مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا ذکر اپنے ذکر کے ساتھ کیا ہے۔ ربِّ کونین نے آپ کو اپنی صفات کا مظہر بنایا اور اپنے حبیبِ مکرم کی عظمتوں کا ذکر اس جہان میں نہیں بلکہ تمام جہانوں میں بلند فرمایا، نیز آپ کو رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ بنا کر بھیجا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ(۱۰۷) (پ17، الانبیاء: 107) ترجمہ کنز العرفان: اور ہم نے تمہیں تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر ہی بھیجا۔

اللہ پاک نے آپ کی شان میں عالَمِ اَرواح میں محفل سجائی اور سامعین کے لیے کائنات کے مقدس ترین افراد انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو منتخب فرمایا اور قرآنِ پاک میں اِس میثاق النبیین کو یوں بیان فرمایا: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗؕ (پ3، اٰل عمران:81) ترجمہ کنز العرفان: اور یاد کرو جب اللہ نے نبیوں سے وعدہ لیا کہ میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کروں گا پھر تمہارے پاس وہ عظمت والا رسول تشریف لائے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو گا تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ اس آیتِ مبارکہ سے متعلق انتہائی نفیس کلام پڑھنے کے لیے فتاویٰ رضویہ کی 30ویں جلد میں اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف تَجَلِّی الْیَقِیْن بِاَنَّ نَبِیَّنَا سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن کا مطالعہ فرمائیے۔

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی رسالت کو اللہ پاک نے قرآن کی قسم کھا کر یوں بیان فرمایا: یٰسٓۚ(۱) وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِۙ(۲) اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَۙ(۳) (پ22، یٰس:1تا3) ترجمہ کنز العرفان: یٰس حکمت والے قرآن کی قسم بیشک تم رسولوں میں سے ہو۔ اور یہ خصوصیت حضور کے علاوہ اور کسی نبی کو حاصل نہ ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے اوصاف میں یہ وصفِ خاص بھی شامل ہے کہ ربِّ کریم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو خوش کرنے کے لیے آپ کے ذکر کو یوں بلندی عطا فرمائی: وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَؕ(۴) (پ30، الم نشرح:4) ترجمہ کنز العرفان: اور ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو تمام مخلوق پر افضل کیا۔ آپ کو حسنِ ظاہر، باطن، نسبِ عالی، نبوت، کتاب، حکمت، علم، شفاعت، حوضِ کوثر، مقامِ محمود، اُمّت کی کثرت، دین کے دشمنوں پر غلبہ، فتوحات جیسی نعمتیں اور کئی فضیلتیں عطا فرمائیں، چنانچہ ارشاد فرمایا: اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ(۱) (پ30، الکوثر:1) ترجمہ کنز العرفان: اے محبوب! بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ اور یہ سب کچھ ایک ہی مرتبہ میں عطا نہیں فرمایا۔ بلکہ اللہ پاک فرماتا ہے: وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰىؕ(۴) (پ30، الضحیٰ:4) ترجمہ کنز العرفان: اور بے شک تمہارے لیے ہر پچھلی گھڑی پہلی سے بہتر ہے۔

اس آیت کی تفسیر اللہ پاک نے سورۂ بنی اسرائیل میں کی کہ آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمایا جو میدانِ محشر میں مقامِ شفاعت ہے: عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا(۷۹) (پ15، بنی اسراءیل:79) ترجمہ کنز العرفان: قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو ایسے مقام پر فائز فرمائے گا کہ جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

ربِّ رحمٰن نے محبت کی انتہا فرما دی، ارشاد فرمایا: وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ(۴) (پ29، القلم:4) ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک تم یقیناً عظیم اخلاق پر ہو۔ جبکہ نماز میں رُکوع اور سجود میں اُمّتِ محمدی ربِّ کریم کے عظیم ہونے کی تکرار کرتی ہے کہ بے شک اللہ پاک نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو اپنی صفات کا مظہر بنایا ہے۔ قرآنِ پاک میں حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ہر عضو کا ذکر کمالِ محبت سے فرمایا۔[1]

حضور کا دیکھنا بھی اللہ پاک بیان فرما رہا ہے: قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِۚ (پ2، البقرۃ:144) ترجمہ کنز العرفان: ہم تمہارے چہرے کا آسمان کی طرف بار بار اُٹھنا دیکھ رہے ہیں۔

ربِّ کریم کی صفات اول و آخر میں بھی اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو مظہر بنایا۔ کریم آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو عالَمِ اَرواح میں امامُ الانبیا بنایا تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اس جہاں میں خاتمُ النبیین بن کر تشریف لائے: وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَؕ (پ22، الاحزاب:40) ترجمہ کنز العرفان: اور سب نبیوں کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں۔

آخری نبی ہونے کے دلائل جاننے کے لئے فتاویٰ رضویہ کی جلد نمبر 14 اور 15 کا مطالعہ فرمائیے۔

صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے 5 حقوق

بنتِ بشیر عطّاریہ (درجہ ثالثہ جامعۃُ المدینہ گرلز صابری کالونی اوکاڑہ)

جن خوش نصیبوں نے ایمان کی حالت میں اللہ پاک کے آخری نبی، محمدِ عربی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی زیارت کی یا صحبت کا شرف پایا اور ایمان ہی پر خاتمہ ہوا انہیں صحابی کہتے ہیں۔

سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے تمام صحابہ جنّتی ہیں۔ اللہ کریم نے ان سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے: كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰىؕ (پ27، الحدید:10) ترجمہ کنز الایمان: ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا۔ ایک جگہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی شان کو یوں بیان کیا: رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ (پ 11، التوبۃ: 100) ترجمہ کنز الایمان: اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

صحابہ کرام کی قدر و منزلت وہی شخص جان سکتا ہے جو نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی عظمت و رفعت سے واقف ہو گا۔ ترغیب کیلئے یہاں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے چند حقوق بیان کئے جارہے ہیں:

(1) تعظیم کرنا: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَکْرِمُوا اَصْحَابِي فَاِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ یعنی میرے صحابہ کی عزت کرو کہ وہ تمہارے بہترین لوگ ہیں۔[2] صحابہ کرام کی تعظیم گویا کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی ہی تعظیم ہے۔ ہمیں چاہئے کہ دل سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تعظیم کریں اور کسی ایک بھی صحابی کی گستاخی نہ کریں۔

(2) پیروی کرنا: سلطانِ بحر و بر صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، تم ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے فلاح و ہدایت پا جاؤ گے۔[3] جب اللہ پاک اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم صحابہ کرام سے راضی ہیں تو ہمیں بھی رضائے الٰہی و رضائے سرکار کے لئے ان کی پیروی کرنی چاہیے۔

(3) ہمیشہ خیر ہی سے تذکرہ کرنا: صحابہ کرام کا ذکر صرف خیر ہی کے ساتھ کیا جائے کیونکہ ان کے فضائل میں احادیثِ صحیحہ وارد ہیں نیز ان پر نکتہ چینی سے رکنا واجب ہے۔[4]

اللہ پاک کے آخری نبی، محمدِ عربی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو میرے صحابہ کو بُرا کہے اس پر اللہ پاک، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت۔ اللہ پاک اس کا نہ فرض قبول فرمائے گا نہ نفل۔[5]

(4) محبت کرنا: محبتِ رسول کا تقاضا ہے کہ تمام صحابہ سے محبت کی جائے اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔ سیّدُ المرسلین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے تمام صحابہ سے جو محبت کرے، اُن کی مدد کرے اور ان کیلئے اِستغفار (یعنی دُعائے مغفرت) کرے تو اللہ پاک اُسے قیامت کے دن جنت میں اُن کا ساتھ نصیب فرمائے گا۔[6]

(5) صحابی کو غیر صحابی سے افضل جاننا: انبیائے کرام کے بعد اللہ پاک کا سب سے زیادہ قُرب صحابہ کرام کو حاصل ہے۔ جتنا بلند مقام و مرتبہ صحابہ کا ہے کسی غیر صحابی کا نہیں۔ نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا ہر صحابی عادل ہے اور نیک و پرہیز گار افراد کا سردار ہے۔ حدیثِ مبارکہ ہے: اللہ پاک نے میرے صحابہ کو ماسوائے انبیا و مرسلین کے تمام جہانوں پر منتخب فرمایا اور ان میں سے چار کو میرے لئے چُن لیا (وہ چار ابو بکر و عمر و عثمان و علی علیہم الرضوان ہیں)۔ ان کو اللہ پاک نے میرا بہترین ساتھی بنایا۔ میرے تمام صحابہ میں خیر ہے۔[7]

اللہ پاک ہمیں ان حقوق پر عمل کرنے اور صحابہ کرام سے سچی پکی عقیدت و محبت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

1. سیرتِ رسولِ عربی، ص562 ملخصاً
2. شرح السنہ للبغوی، 5 / 23، حدیث:2246
3. مشکاۃ، 2 / 414، حدیث:6018
4. شرح عقائد نسفی، ص 341
5. کتاب الدعا للطبرانی، ص581، حدیث:2108
6. فضائل الصحابہ لامام احمد، 1 / 340، حدیث:489
7. مجمع الزوائد، 9 / 736، حدیث:16383

خودسوزی
self-harm

ڈاکٹر زیرک عطّاری*

جب کوئی شخص اپنے آپ کو زخمی کرتا ہے یا کسی بھی طرح اپنے جسم کے اعضا کو نقصان پہنچاتا ہے تو اس عمل کو خود سوزی یا Self-harm کا نام دیا جاتا ہے۔ خود سوزی اور خود کشی (Suicide) میں بنیادی فرق یہ ہے کہ خود سوزی کرنے والے کا مقصد اپنے آپ کو جان سے مارنا نہیں ہوتا۔ اس مضمون میں صرف خود سوزی پر کلام کیا جائے گا۔

خود سوزی ایک ایسا عمل ہے جس کا سمجھ میں آنا بڑا دشوار گزار ہے۔ ایک جریدے میں شائع ہونے والی ریسرچ کے مطابق کم و بیش 17 فی صد نوجوان خود سوزی میں مبتلا ہیں۔ کیسے کوئی اپنے آپ کو درد اور اذیت میں مبتلا کر سکتا ہے! اور وہ بھی چند ایک بار نہیں بلکہ بعض کے لئے یہ سلسلہ سالوں تک جاری رہتا ہے۔ آیئے اس پیچیدہ مسئلے کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ ہم اپنی اور دوسروں کی مدد کر سکیں۔

ہمارے ہر عمل کا محرک کوئی نہ کوئی سوچ ہوتی ہے جو کہ ہمارے ذہن میں گھوم رہی ہوتی ہے۔ جو لوگ اپنی زندگی میں تلخ ترین تجربات کا سامنا کرتے ہیں وہ عموماً ان مشکل لمحات کو یاد رکھتے ہیں۔ کسی کے ساتھ سخت ناانصافی ہوئی ہوتی ہے تو کسی کے ساتھ ظلم، کوئی والدین کی محبت سے محروم رہا ہوتا ہے تو کسی کو زندگی کے ہر موڑ پر ذلت و رسوائی کا سامنا ہوتا ہے۔ جب ماضی کی یہ درد بھری سوچیں کسی کے ذہن میں گردش کرتی ہیں تو وہ ذہنی اذیت اور کرب کے بھنور میں پھنستا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس ذہنی کوفت کو مزید برداشت نہیں کر پاتا۔

جسم میں درد ہو تو دوا لینے سے بہتر محسوس ہوتا ہے لیکن جب ذہن اضطراب کی حالت میں ہو تو بندہ کون سی دوائی لے؟ یہی وہ اضطراب ہے کہ جب برداشت سے باہر ہوتا ہے تو انسان خود سوزی کا سہارا لیتا ہے۔ کوئی ریزر بلیڈ سے اپنے آپ کو کاٹتا ہے تو کوئی سگریٹ سے اپنی ہی جِلد کو داغتا ہے۔ کوئی دیوار پر سر مارتا ہے تو کوئی اپنے ہی ناخنوں سے جسم کو نوچتا ہے۔ کھانا نہ کھانا یا کھانے میں حد سے تجاوز کرنا، نقصان دہ کیمیکل پینا، نقصان دہ چیزوں کو نگل لینا یا پھر جان بوجھ کر ایسے لڑائی جھگڑوں میں ملوث ہونا جن میں زخمی ہونے کے امکانات زیادہ ہوں وغیرہا خود سوزی کے کچھ طریقے ہیں۔

بعض لوگ خود سوزی میں ایک ہی طریقے کو اپناتے ہیں اور کچھ لوگ مختلف اوقات میں مختلف طریقے اختیار کرتے ہیں۔ خود سوزی کے فوراً بعد ایسا لگتا ہے جیسا کہ پہاڑ جیسا بوجھ تنکے کی طرح ہلکا ہو گیا ہے اور یہی وہ کیفیت ہے جو دوبارہ خود سوزی پر ابھارتی ہے، یوں یہ سلسلہ طول پکڑ لیتا ہے یہاں تک کہ بندہ سمجھتا ہے کہ خود سوزی کے علاوہ کوئی اور چارہ ہی نہیں۔

خود سوزی بذاتِ خود کوئی ذہنی مرض نہیں ہے بلکہ یہ ایک علامت ہے جو اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ اس کے پیچھے کوئی اور نفسیاتی مسئلہ پوشیدہ ہے۔ کبھی کبھی طویل جسمانی بیماری بھی خود سوزی کا سبب بنتی ہے۔ بالخصوص وہ جسمانی بیماری جس میں درد کی شدت برداشت سے باہر ہو یا عمر بھر کی معذوری مقدر بن جائے۔

خود سوزی سے باہر نکلنا بالکل ممکن ہے، بعض لوگ تو اپنی مدد آپ یعنی Self-help کے ذریعے ہی خود سوزی سے نجات پا لیتے ہیں اور کچھ کو دوسروں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ پہلے ہم Self-help کو بیان کرتے ہیں کہ خود سوزی کرنے والا خود کیسے اپنے آپ کو اس دشوار گزار گھاٹی سے باہر نکال سکتا ہے؟ اس ضمن میں مندرجہ ذیل نکات پر عمل کرنا مثبت نتائج لا سکتا ہے۔

1 خود سوزی عارضی طور پر آپ کو سکون دے سکتی ہے لیکن یہ آپ کے مسائل کا حل نہیں ہے، جتنا جلدی آپ مسائل کی طرف متوجہ ہو کر ان کے حل کو تلاش کریں گے اتنا جلدی آپ خود سوزی سے نجات پائیں گے۔

2 یاد رکھیں خود سوزی حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ ہمارا جسم اللہ پاک کی امانت ہے، ہم اس کے مالک نہیں ہیں کہ جو چاہیں کریں۔ پارہ نمبر 2 سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 195 میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے آپ کو نقصان پہنچانے سے منع کیا ہے، اللہ کے اس حکم کو مقدم رکھیں اور جب بھی خود سوزی کا خیال آئے تو اللہ پاک کی نافرمانی اور اس پر ملنے والی سزا کی طرف متوجہ ہوں۔

3 جب منفی خیالات تنگ کریں تو اپنے آپ کو کسی نہ کسی طرح کی عبادت میں مصروف کریں مثلاً: تلاوتِ قراٰن پاک کرنا، درودِ پاک پڑھنا، دینی کتب کا مطالعہ کرنا، نعت شریف سننا، مسجد میں جا کر نوافل ادا کرنا وغیرہا، اسی طرح وہ وظائف پڑھیں جن سے بندہ اپنے آپ کو شیطانی وسوسوں سے بچا سکے۔

4 اپنے خیالات اور جذبات کو سمجھنے کی کوشش کریں، وہ کون سے محرکات ہیں جو ان منفی خیالات اور جذبات کو جنم دیتے ہیں؟ جگہ، وقت، لوگ، چیز یا کوئی مخصوص واقعہ وغیرہ۔ جہاں تک ممکن ہو سکے ایسے محرکات سے بچنے کی کوشش کریں جب تک کہ آپ اپنا مکمل علاج نہیں کر لیتے۔

5 ممکن ہو تو ہر خود سوزی کے عمل کے بعد درج ذیل چیزیں تحریر میں لے آئیں: (۱) خود سوزی سے عین پہلے کیا ہوا یا آپ کے ذہن میں کیا چل رہا تھا؟ (۲) خود سوزی کے دوران آپ کی کیا کیفیات تھیں؟ (۳) خود سوزی کے بعد آپ کیا محسوس کر رہے تھے؟ ایسا کرنے سے آپ کو اپنے جذبات کو سمجھنے کا موقع ملے گا اور یہی آدھی جنگ ہے۔ ایک بار آپ کو اپنے جذبات کی سمجھ آنا شروع ہو گئی تو باقی معاملہ اتنا مشکل نہیں ہے۔

6 غصے پر قابو پانے کے لئے "لاحول شریف" کا وِرد کریں، وضو یا غسل کریں، ورزش کرنا بھی غصے میں کمی لاتا ہے۔

7 جہاں تک ممکن ہو ریلیکس رہنے کی کوشش کریں، بیڈ پر پیٹھ کے بل لیٹ کر بدن کو مکمل طور پر ڈھیلا چھوڑ دیں، آنکھیں بند کر کے ساحلِ سمندر کا تصور کریں، بادِ نسیم کے جھونکے اور سمندر کی لہروں کی آواز کو ذہن میں لائیں، گہری سانس اندر لے جائیں اور پھر گہری ہی سانس باہر لائیں، سانس اندر لے جاتے وقت یہ تصور کریں کہ آپ کے بدن میں اچھی سوچ داخل ہو رہی ہے اور سانس باہر نکالتے وقت یہ تصور کریں کہ آپ کے بدن سے ہر طرح کی منفی سوچ باہر نکل رہی ہے، ہو سکے تو پانچ سے دس منٹ تک دن میں تین چار بار ایسے ریلیکس ہونے کی کوشش کریں۔ قدرتی نظاروں کو دیکھیں، پر سکون فضا میں جا کر چہل قدمی کریں یا پھر پرندوں کی چہچہاٹ کو سنیں۔

8 احساسِ محرومی سے باہر نکلنے کی کوشش کریں اور اس کے لئے اپنی اچھائیوں کی لسٹ بنائیں، آج تک جو کچھ بھی کامیابی آپ نے حاصل کی ہے ان سب کی لسٹ بنائیں۔ شروع میں یہ عمل آپ کو بہت مشکل لگے گا۔ جہاں ممکن ہو اپنے والدین، بہن بھائی، عزیز واَقْرِبا یا دوست احباب سے پوچھیں کہ ان کو آپ میں کون سی اچھائیاں نظر آتی ہیں۔ ڈرنا نہیں ہے، قدم بڑھائیں اور خود اعتمادی کے زینے چڑھنا شروع کریں۔

9 اپنی جسمانی اور روحانی صحت کا خیال رکھیں، وقت پر گھر کا پکا ہوا معیاری کھانا کھائیں اور وہ بھی صحت مند غذا کے اصولوں کے مطابق ہو، روزانہ کے کاموں کی روٹین بنائیں۔ اپنے کام، والدین یا بہن بھائیوں کی ذمہ داریاں، انفرادی عبادت، دوسروں کو نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے کام روزانہ کی بنیادوں پر کریں۔

10 گناہوں سے بچیں، یہ آپ کے ایمان کو کمزور کرتے ہیں اور شیطان کے کاموں کو آسان کرتے ہیں۔ دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کو یقینی بنائیں، مدنی چینل پر ہر ہفتہ کو نشر ہونے والے مدنی مذاکرے میں باقاعدگی اور وقت کی پابندی کے ساتھ شرکت کریں، اس مدنی مذاکرے میں جو آپ کو کاؤنسلنگ اور سائیکو تھیراپی ملے گی اس کا کوئی اور نعم البدل نہیں ہے۔

11 بعض افراد کو مکمل علاج کے لئے کسی ماہرِ نفسیات سے بھی رجوع کرنا ہو گا تاکہ وہ ان کا اچھی طرح معائنہ کر کے کوئی مناسب علاج تجویز کرے۔ بعض دفعہ اس علاج کا دورانیہ کئی ماہ سے ایک دو سال تک کا بھی ہو سکتا ہے۔

اسلامی بہنوں کی مدنی خبریں

از: شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز

مدرسۃ المدینہ بالغات اور قرآن ٹیچر ٹریننگ کورس کا 2 دن پر مشتمل لرننگ سیشن

صاحبزادیٔ عطار اور عالمی مشاورت شعبہ ذمہ دار اسلامی بہن نے تربیت کی

عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام پچھلے دنوں کراچی کے علاقے صدیق آباد میں واقع دارُالسُّنّہ میں کراچی سٹی، صوبۂ سندھ اور صوبۂ بلوچستان کے شعبہ مدرسۃ المدینہ بالغات اور قرآن ٹیچر ٹریننگ کورس کا 2 دن پر مشتمل لرننگ سیشن ہوا جس میں کثیر ذمہ دار اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ تفصیلات کے مطابق اس لرننگ سیشن میں صاحبزادیٔ عطار سلمہا الغفار نے اسلامی بہنوں کی تربیت و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں مدنی پھولوں سے نوازا۔ اس کے علاوہ عالمی مشاورت شعبہ ذمہ دار اسلامی بہن نے سنتوں بھرا بیان کیا اور شعبہ جات میں مزید بہتری لانے کے لئے اسلامی بہنوں کی ذہن سازی کی۔ سیشن کے اختتام پر اسلامی بہنوں نے دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں میں بہتری کے لئے اچھی اچھی نیتوں کا اظہار کیا۔

اراکینِ عالمی مجلسِ مشاورت کی ذمہ دار اسلامی بہنوں کا مدنی مشورہ

نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت اسلامی بہن نے دینی کاموں کے متعلق نکات فراہم کئے

دنیا بھر میں دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے دینی کاموں کی کارکردگی کے جائزے کے سلسلے میں 6 جنوری 2023ء بروز جمعہ آن لائن مدنی مشورہ ہوا جس میں اراکینِ عالمی مجلسِ مشاورت کی ذمہ دار اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ اس مدنی مشورے میں نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت اسلامی بہن نے مشورے میں شریک اسلامی بہنوں سے دینی کاموں کے متعلق اہم نکات پر مشاورت کی جبکہ عالمی آفس کی ناظمہ اسلامی بہن نے بھی شرکا کی تربیت و رہنمائی کی۔ نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت نے دینی کاموں میں مزید بہتری کے لئے مدنی پھولوں سے نوازا جس پر ذمہ دار اسلامی بہنوں نے اچھی اچھی نیتوں کا اظہار کیا۔

نارتھ امریکہ میں مدنی مشورے کا انعقاد

مقامی ذمہ دار اسلامی بہنوں کی شرکت، مبلغۂ دعوتِ اسلامی نے تربیت کی

عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے تحت 24 جنوری 2023ء کو نارتھ امریکہ میں مدنی مشورے کا انعقاد ہوا جس میں مقامی ذمہ دار اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔

اس مدنی مشورے میں مبلغۂ دعوتِ اسلامی نے دینی کاموں کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے مختصر نیکی کی دعوت کے فضائل بیان کئے اور دیگر اسلامی بہنوں کو بھی نیکی کی دعوت دینے کی ترغیب دلائی گئی۔ ذمہ دار اسلامی بہنوں نے دورانِ مدنی مشورہ دیگر اسلامی بہنوں کو ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کروانے کی اچھی اچھی نیتیں کیں جبکہ چند اسلامی بہنوں نے مدرسۃ المدینہ بالغات میں داخلہ لینے کی نیت کا بھی اظہار کیا۔

تحریری مقابلہ ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے عنوانات (برائے مئی 2023)

1. صفاتِ نوح قرآن کریم کی روشنی میں مع وضاحت
2. علما کے 5 حقوق مثلاً ان کا احترام، اطاعت وغیرہ
3. خیانت کی مذمت احادیث کی روشنی میں مع وضاحت

معلمات، ناظمات اور ذمہ دار اسلامی بہنوں کا تحریری مقابلہ (برائے مئی 2023)

1. توبہ کی اہمیت قرآن کی روشنی میں باحوالہ لکھئے
2. حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحیم و کریم ہیں
3. سوشل میڈیا کی خرافات کے خاتمے میں خواتین کا کردار

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 فروری 2023ء

مزید تفصیلات کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں: صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

شعبہ روحانی علاج (برائے اسلامی بہنیں)

شعبہ روحانی علاج (برائے اسلامی بہنیں) کے تحت نومبر 2022 تک اسلامی بہنوں کے لئے پاکستان بھر میں ہفتہ وار اور روزانہ لگنے والے بستوں کی کل تعداد 178، اوورسیز میں U.K ریجن میں 9 اور یورپین یونین میں 2 بستے لگ رہے ہیں جبکہ ساؤتھ افریقہ میں 1 بستہ لگ رہا ہے۔ ان بستوں پر اسلامی بہنیں ہی اسلامی بہنوں کو مفت تعویذات دیتی ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق نومبر 2022 میں ماہانہ کم و بیش 50046 پریشان حالوں کی 119363 تعویذات و اورادِ عطاریہ کے ذریعے خیر خواہی و غمگساری کی گئی۔ ان شاء اللہ مستقبل میں دیگر ممالک میں بھی روحانی علاج کے بستوں کا آغاز ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ سینکڑوں اسلامی بہنیں ہر ماہ مختلف شہروں میں ہونے والے دعائے صحت اجتماعات سے بھی فیضیاب ہو رہی ہیں۔ الحمد للہ شعبہ روحانی علاج (برائے اسلامی بہنیں) کی مختلف ویب سروسز اور ایپلیکیشنز کے ذریعے ماہانہ ہزاروں اسلامی بہنوں کو بائی ہینڈ، بائی نیٹ اور بائی پوسٹ ہوم ڈیلیوری کی سہولت کے ساتھ تعویذات روانہ کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہزاروں اسلامی بہنیں روحانی علاج آن لائن کاٹ سروس سے رابطہ کر کے اپنے مسائل کا حل پا رہی ہیں۔ الحمد للہ شعبے کے آفیشل فیس بک پیج "روحانی علاج و استخارہ" اور بیرونِ ملک سے اس واٹس ایپ نمبر 03168062626 کے ذریعے بھی ہزاروں اسلامی بہنیں استخارے کروا کر اپنے مسائل کا حل پا رہی ہیں۔ نیز ان بستوں اور شعبے کی دیگر سروسز کے ذریعے ماہانہ ہزاروں اسلامی بہنیں سلسلہ قادریہ عطاریہ میں داخل بھی ہو رہی ہیں۔ الحمد للہ روحانی علاج کے بستوں پر تقسیمِ رسائل کے ساتھ ساتھ عطیات بھی جمع کیے جاتے ہیں۔ اسلامی بہنیں شعبہ روحانی علاج (برائے اسلامی بہنیں) کے تنظیمی مسائل کے حوالے سے پاکستان میں mmta.ib@dawateislami.net سے رابطہ فرمائیں۔ جبکہ اوورسیز میں ib.ruhaniilaj.global@dawateislami.net پر میل فرمائیں۔

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144

Email: mahnamakhawateen@dawateislami.net / ilmia@dawateislami.net

Web: www.dawateislami.net WhatsApp: 0348-6422931